استبقوا الخیرات

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

ربوہ ضلع جھنگ

ستمبر ۱۹۶۶ء

مدیران
رفیق احمد ثاقب
محمد شفیق قیصر

فی پرچہ ۶۲ پیسے
قیمت سالانہ چھ روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

المصلح الموعودؓ

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ خالد ربوہ

تبوک ۱۳۴۵ھش ؛ جمادی الاول ۱۳۸۶ھ

ستمبر سنہ ۱۹۶۶ء

جلد

شمارہ ۱۱

ادارۂ تحریر

رفیق احمد ثاقب ؛ محمد شفیق قیصر

(سید عبد الباسط پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ خالد دار الصدر جنوبی ربوہ سے شائع کیا)

ترتیب

اداریہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی جاری فرمودہ تحریکات اور خدام کا فرض

آج تمام دنیا میں صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہی ایک ایسی جماعت ہے جو خلافتِ حقہ اسلامیہ جیسی عظیم الشان نعمت سے بہرہ ور ہے اور خدا تعالیٰ کی اس عظیم نعمت کی قدر کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر احمدی امامِ وقت کی اطاعت اور فرمانبرداری کی اہمیت سے پوری طرح آگاہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ جماعت کے ہر طبقہ کو صحیح معنوں میں اعمالِ صالحہ بجا لانے کی توفیق ملتی چلی آرہی ہے اور یہ ایک ایسا شرف اور امتیاز ہے جو صرف اور صرف جماعت احمدیہ کو ہی حاصل ہے۔ پس خدا تعالیٰ نے ہمیں جو یہ امتیاز بخشا ہے اس کی عظمت اور اس کی عظیم الشان برکات کی دل سے قدر کرتے ہوئے ہمارے لئے یہ اور بھی زیادہ ضروری ہے کہ ہم نیک کاموں کے سرانجام دینے میں پورے عزم اور ہمت سے کام لیں اور اپنے عملی نمونہ کو اس رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کریں کہ وہ یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائے کہ احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے۔ سیدنا حضرت مصلح الموعودؓ فرماتے ہیں:-

> "ہماری جماعت کو نیکی، تقویٰ، عبادت گزاری، دیانت وراستی اور عدل وانصاف میں ایسی ترقی کرنی چاہیئے کہ نہ صرف اپنے بلکہ غیر بھی اس کا اعتراف کریں۔ اس غرض کو پورا کرنے کے لئے میں نے خدام الاحمدیہ، انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کی تحریکات جاری کی ہیں..... ان سب کا کام یہ ہے کہ نہ صرف اپنی ذات میں نیکی قائم کریں بلکہ دوسروں میں بھی پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔"
>
> (الفضل ۲۱ر فروری ۱۹۴۳ء)

خدام الاحمدیہ کو اپنے کام اور نام کی عظمت کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہیئے اور ہمارا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ ہم نیکی اور تقویٰ میں ایسا انہماک اور شغف دکھائیں کہ آسمان پر خدا کے فرشتے بھی عش عش کر اٹھیں اور ہمارا قادر و قیوم خدا بھی ہم سے خوش ہو کر نئی کامیابیوں اور ترقیوں کے راستے ہمارے لئے کھول دے۔ اللہ تعالیٰ نے خلافتِ ثالثہ کے مبارک دور میں بھی ہمیں زمانہ کے تقاضوں کے بموجب بعض نئے اعمال صالحہ سے آگاہی بخشی۔ ہمارا یہ اوّلین فرض ہے کہ ہم ان اعمالِ صالحہ کی سرانجام دہی میں اپنی تمام کوششوں کو صرف کر دیں اور اپنے اندر نیکی، تقویٰ، عبادت گزاری، دیانت وراستی کے ساتھ خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر قسم کی قربانی کا جذبہ بھی پیدا کریں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خدا تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت کے ماتحت اور اسی قادر و قدیر خدا کی براہِ راست راہنمائی میں اپنے بصیرت افروز خطبات میں اعمالِ صالحہ کی طرف بار بار توجہ دلائی ہے۔ انہیں ہر دم اپنے پیشِ نظر رکھیں۔ اب تک حضور

ایدہ اللہ تعالیٰ نے سابقہ اعمالِ صالحہ کے تسلسل میں جن نئے اعمالِ صالحہ کی طرف توجہ دلائی ہے وہ حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ جماعت میں کوئی فرد ایسا نہ ہو جو کم از کم ناظرہ قرآن کریم نہ پڑھ سکے۔ اسی طرح ہر احمدی کا یہ فرض ہے کہ وہ قرآن کریم کے ترجمہ اور اس کے مطالب سے بھی واقف ہو۔

۲۔ جماعت کے دوست عارضی طور پر دو ہفتہ سے لے کر چھ ہفتہ تک اپنے آپ کو وقف کریں اور جن جماعتوں میں انہیں متعین کیا جائے وہاں اپنے خرچ پر جا کر جماعتی نظام کی ہدایت کے مطابق تربیتی اور اصلاحی امور سرانجام دیں۔

۳۔ فضل عمر فاؤنڈیشن جو سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد میں جاری کی گئی ہے اور جس کا مقصد یہ ہے کہ آپ نے اعلائے کلمۂ اسلام کے جو کام شروع کئے تھے ان کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا جائے۔ ہر احمدی کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے عظیم محسن کی یادگار میں اپنی استطاعت کی آخری حد تک بڑھ چڑھ کر حصہ لے۔

۴۔ ہر جگہ اور ہر مقام پر ایسا انتظام کیا جائے کہ جماعت کا کوئی فرد تنگدستی کی وجہ سے بھوکا نہ رہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بار بار اپنے خطبات میں ان اعمالِ صالحہ کی تفصیلات بیان فرما چکے ہیں۔ اس ضمن میں ہم پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ہم بھی ان سے پوری طرح آگاہ ہیں۔ ان تمام اعمال کی شاہراہیں ایک ہی منزل کی طرف جاتی ہیں یعنی اسلام کے دائمی غلبے کی منزل کی طرف یہ منزل ابھی دور ہے اور ہمارا سفر لمبا ہے۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ تیز رفتاری کے ساتھ اس منزل تک پہنچنے کی کوشش کرے تاکہ اسلام کے عالمگیر غلبہ کی منزل ہمارا قادر و قیوم خدا قریب سے قریب تر کر دے اور یہ تبھی ممکن ہے جب ہم خدام الاحمدیہ کے عہد کو عملی رنگ میں پورا کرنے کے لئے اپنی ہر ممکن کوشش سے کام لیں گے۔

پس آؤ ہم اپنی کوششوں کے ساتھ ساتھ یہ بھی دُعا کریں کہ خدا تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جاری فرمودہ ان تحریکات کی عظمت و اہمیت کو سمجھنے اور انہیں کامیاب بنانے کی جدوجہد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ ہم صحیح معنوں میں مومن اور اعمالِ صالحہ بجا لانے والے قرار پا سکیں۔

اے خدا! ہمیں خلیفۂ وقت کی ہر آواز پر جو درحقیقت خدا کی آواز کا درجہ رکھتی ہے والہانہ لبیک کہنے کی توفیق عطا فرما اور ہمیں اپنے مخلص اور مقبول بندوں میں شمولیت کا شرف عطا فرما۔ آمین یا رب العالمین ؟

(م۔ ش۔ ق)

خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا چوبیسواں

۲۱-۲۲-۲۳ اکتوبر

سالانہ اجتماع ۱۹۶۶ء

سالانہ اجتماع کے سلسلہ میں ضروری امور کے بارہ میں اعلانات اخبار "الفضل" میں شائع کئے جا رہے ہیں قائدین اور خدام بغور مطالعہ فرما رہے ہونگے۔ یہ اجتماع انشاءاللہ تعالیٰ ۲۱-۲۲-۲۳ اکتوبر ۶۶ء کی تاریخوں میں کھلے میدان میں ہوگا ــــ خدام خیمے بنانے کیلئے ضروری سامان ساتھ لائیں ــــ ہر خادم کے پاس اسکا تھیلہ اور تھیلے میں ضروری چیزیں موجود ہوں ــــ پوری طرح تیاری کر کے اجتماع میں شریک ہوں ــــ عبادتِ الٰہی کا مزہ ــــ دعاؤں میں سوز و گداز ــــ تہجد کے وقت اُٹھنے کا سرور ــــ خدا تعالیٰ کے حضور عاجزانہ گریہ و زاری کے خاص مواقع ــــ اور اسی قسم کی روحانی برکات کے حصول کے یہ خاص دن ہیں زیادہ سے زیادہ تعداد میں آئیں ــــ دوسروں کو لائیں، خود سیکھیں اور پھر جا کر دوسروں کو سکھائیں۔

منتظم اشاعت سالانہ اجتماع

معارف القرآن

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۳۵﴾ سو بتاؤ کہ تم دونوں اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کروگے؟

یُرْسَلُ عَلَیْکُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ﴿۳۶﴾ تم پر آگ[۱] کا ایک شعلہ گرایا جائے گا اور تانبا[۲] بھی (گرایا جائے گا) پس تم دونوں ہرگز غالب نہیں آسکتے۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۳۷﴾ اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کروگے؟

فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَکَانَتْ وَرْدَةً کَالدِّهَانِ ﴿۳۸﴾ جب آسمان پھٹ جائے گا اور سرخ چمڑے کی طرح ہو جائے گا (وہ آخری فیصلہ کی گھڑی ہوگی)

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۳۹﴾ اب تم بتاؤ کہ تم دونوں اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کروگے؟

فَیَوْمَئِذٍ لَّا یُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ﴿۴۰﴾ اس فیصلہ کے دن نہ انسان سے اس کے گناہ[۳] کے متعلق پوچھا جائے گا نہ جن سے۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۴۱﴾ اب تم دونوں بتاؤ تو سہی کہ تم دونوں اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کروگے؟

یُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِیْمٰهُمْ فَیُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ وَالْاَقْدَامِ ﴿۴۲﴾ مجرم اپنے چہروں کی علامتوں سے پہچان لئے جائیں گے اور اپنے ماتھے کے بالوں اور قدموں سے پکڑ لئے جائیں گے۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۴۳﴾ اب تم بتاؤ کہ تم دونوں اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کروگے؟

(سورۃ الرحمٰن)

---

[۱] کاسمک ریز کی طرف اشارہ ہے۔

[۲] بموں کی طرف اشارہ ہے۔

[۳] یہ نہیں کہ آزاد ہوں گے۔ بلکہ یہ مراد ہے کہ ان کے گناہوں کی سزا انہیں خود بخود گھیر لے گی۔ پوچھنے کی ضرورت نہ ہوگی۔

(از تفسیر صغیر)

معارف الحدیث

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

نظامِ ربّانی کی ایک جھلک

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جب کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو جبرئیل کو اطلاع دیتا ہے کہ مَیں فلاں کو دوست رکھتا ہوں تو بھی اسے دوست رکھ۔ پھر آسمان میں منادی کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبّت رکھتا ہے تم بھی اس سے محبّت کرو۔ اس پر سب آسمان والے اسے دوست رکھنے لگ جاتے ہیں۔ پھر زمین میں اس کی مقبولیت بڑھائی جاتی ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے ناراض ہوتا ہے تو جبرئیل کو کہا جاتا ہے کہ مَیں اس پر ناراض ہوں تُو بھی ناراض ہو جا پس جبرئیل بھی اس سے بغض رکھتے ہیں۔ پھر آسمان میں یہ منادی کی جاتی ہے تو آسمان والے بھی اس سے نفرت کرنے لگ جاتے ہیں، پھر زمین والوں میں اس کا بغض پھیلایا جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

محبّت کے ثمرات

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک اعرابی نے دریافت کیا کہ قیامت کب ہو گی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تُو نے اس کے لئے کیا سامان تیار کیا ہے؟ اس نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کی محبّت۔ فرمایا پھر تُو اس کے ساتھ ہوگا جس سے تُو محبّت رکھتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

قرآن اور اونٹ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن باندھے ہوئے اونٹ کی مانند ہے کہ اس کی خبرداری کرتے رہو تو رُکا رہے گا اور اگر اس کو کھول کر ڈھیلا چھوڑ دیا تو بھاگ جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

بہتر آدمی

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر آدمی وہ ہے جو قرآن مجید پڑھے اور پڑھائے۔ (بخاری)

غرغرہ سے پہلے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ قبول کرتا ہے جب تک غرغرہ (موت کے بالکل قریب حالت) نہ شروع ہو جائے۔ (ترمذی)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

تدبیر اور دُعا دونوں ضروری ہیں

"جو شخص نری دُعا ہی کرتا ہے اور تدبیر نہیں کرتا وہ شخص گناہ کرتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کو آزماتا ہے۔ ایسا ہی جو نری تدبیر کرتا ہے اور دُعا نہیں کرتا وہ بھی شوخی کرتا اور خدا تعالیٰ سے استغنا ظاہر کرکے اپنی تجویز اور تدبیر اور زور بازو سے نیکی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ لیکن مومن اور سچّے مومن کا یہ شیوہ نہیں۔ وہ تدبیر اور دُعا دونوں سے کام لیتا ہے، پوری تدبیر کرتا ہے اور پھر معاملہ خدا تعالیٰ پر چھوڑ کر دُعا کرتا ہے اور یہی تعلیم قرآن شریف کی پہلی ہی سورۃ میں دی گئی ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

جو شخص اپنے قویٰ سے کام نہیں لیتا وہ نہ صرف اپنے قویٰ کو ضائع کرتا اور ان کی بے حرمتی کرتا ہے بلکہ وہ گناہ کرتا ہے۔ مثلاً ایک شخص ہے جو کنجروں کے ہاں جاتا ہے اور اسی بدصحبت میں اپنا دن رات بسر کرتا ہے اور پھر دُعا کرتا ہے کہ اے اللہ! مجھے گناہ سے بچا۔ ایسا شوخ انسان خدا تعالیٰ سے مسخری کرتا ہے اور اپنی جان پر ظلم۔ اس سے اس کو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اور آخر یہ خیال کرکے کہ میری دُعا سنی نہیں وہ خدا سے بھی منکر ہو جاتا ہے۔

اس میں شک نہیں ہے کہ انسان بعض اوقات تدبیر سے فائدہ اُٹھاتا ہے لیکن تدبیر پر کلّی بھروسہ کرنا سخت نادانی اور جہالت ہے۔ جب تک تدبیر کے ساتھ دُعا نہ ہو کچھ نہیں۔ اور دُعا کے ساتھ تدبیر نہ ہو تو کچھ فائدہ نہیں۔ جس کھڑکی کی راہ سے معصیت آتی ہے پہلے ضروری ہے کہ اس کھڑکی کو بند کیا جاوے۔ پھر نفس کی کشاکش کے لئے دُعا کرتا رہے۔"

(ملفوظات جلد ششم صفحہ ۲۳۸)

ڈاکٹر طاہر احمد تنویر۔ لائل پورہ

علم قرآن کی ضرورت

قرآں خدا نما ہے خدا کا کلام ہے ٭ بے اس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے

قرآن مجید کا علم حاصل کرنا کیوں ضروری ہے؟

یہ ایک ایسا سوال ہے جس پر ہر مسلمان کو اکثر غور و فکر کرتے رہنا چاہیئے اور اس ضمن میں مندرجہ ذیل امور ہمارے پیش نظر رہنے چاہئیں:۔

مکمل ضابطۂ حیات

قرآن پاک انسان کے لئے مکمل ضابطۂ حیات ہے کسی بھی جگہ مکمل اسلامی قانون رائج کرنے کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ پہلے ہم قرآن پاک کا بغور مطالعہ کریں اگر ہم ایسا نہیں کریں گے اور بغیر مطالعۂ قرآن مجید ہم اسلامی قانون کی فضیلت اور اس کی ترویج کی رٹ لگائیں گے تو کوئی انسان اور کوئی قوم اسے ماننے کو تیار نہ ہوگی۔

بین الاقوامی حیثیت

قرآن مجید کا علم حاصل کرنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ آج کی دنیا میں جو بے چینی پائی جاتی ہے اور انسان جن مختلف بین الاقوامی مشکلات میں پھنسا ہوا ہے ان کا حل صرف وہی قانون ہو سکتا ہے جو ایسی ہستی کا بنایا ہوا ہو جس کی نظر میں سب قومیں مساوی حیثیت رکھتی ہوں۔ انسانوں کے بنائے ہوئے قانون ناقص ہیں۔ کیونکہ ہر قوم اپنے فائدہ کے لئے قانون بناتی ہے، درآنحالیکہ دوسری اقوام کے لئے وہ قانون نقصان دہ ہوتا ہے۔ لہٰذا امن عالم کا قیام صرف اور صرف قرآنی قانون میں ہے جو کہ خدا تعالیٰ کا بنایا ہوا قانون ہے۔

امن عالم کا قیام

قرآن مجید کے پڑھنے کی اس لئے بھی ضرورت ہے کہ یہی وہ تعلیم ہے جس پر عمل کرنے سے دنیا میں حقیقی امن قائم ہو سکتا ہے۔ اس وقت دنیا میں جو مشکلات پائی جاتی ہیں ان کا حل قرآن پاک میں بیان کیا گیا ہے۔ اگر قرآن مجید کی ہدایات پر عمل کیا جائے تو دنیا ان مشکلات سے نجات پا سکتی ہے۔ اس زمانہ کی جنگیں درحقیقت اقتصادی و سیاسی فوائد حاصل کرنے کے لئے لڑی جاتی ہیں اور دوسری قوموں پر

حکومت کرنے کی خواہش کی بھی بڑی وجہ اقتصادی
فوائد حاصل کرنا ہوتی ہے۔ اس خرابی کو دُور کرنے
کے لیے اور اس فساد کی جڑ کو ختم کرنے کے لیے
قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے ہمارے سامنے کیا ہی
عمدہ تعلیم پیش کی ہے۔ فرمایا "اے لوگو! جو ایمان
لائے ہو تم اپنے اموال آپس میں ناجائز طور پر نہ کھاؤ
ہاں تجارت کے ذریعہ ایک دوسرے کے مال سے
نفع حاصل کر سکتے ہو بشرطیکہ یہ تجارت بھی باہمی رضامندی
سے ہو اور اپنے آدمیوں کو قتل نہ کرو"۔ اس تعلیم کی
حکمت یُوں عیاں ہو جاتی ہے کہ اگر تجارت باہمی رضامندی
سے نہیں ہو گی اور کسی ملک یا قوم کی کمزوری سے فائدہ
اُٹھا کر اس سے ایسی شرائط منوائی جائیں گی جن کو
کوئی آزاد قوم ماننے کے لیے تیار نہیں تو اس کا نتیجہ
یہ ہو گا کہ ایک دوسرے کو قتل کرنا شروع کر دینگے۔
چونکہ اللہ تعالیٰ رحیم ہے اس لیے اس نے پہلے سے
ہمیں آگاہ کر دیا ہے کہ تجارت باہمی رضامندی سے
ہونی چاہیئے۔ پھر فرمایا "جو لوگ اس ہدایت کے
خلاف دشمنی اور ظلم سے کارروائی کریں گے تو ہم انہیں
آگ میں داخل کریں گے"۔ یعنی اس کا نتیجہ جنگ ہو گا۔
اور یہ بات بھی کیسی سچی ثابت ہوئی ہے۔ کیونکہ اگر
اقتصادی فوائد کا خیال درمیان سے اُٹھا دیا جائے
تو پھر اس زمانہ کی کوئی قوم جنگ کرنے کے لیئے تیار
نہ ہو گی۔ پس قرآن مجید کا علم حاصل کرنا اس لیئے بھی
ضروری ہے کہ اس کے بتائے ہوئے اصولوں
پر عمل کرنے سے دُنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے اور
قومیں امن کا سانس لے سکتی ہیں۔

یقینی اور صحیح علم

انسان کے دل میں کسی کتاب کے پڑھنے کا
شوق مختلف وجوہ سے پیدا ہوتا ہے کبھی تو اس لئے
کہ وہ کسی ایسے مشہور و معروف مصنّف کی لکھی ہوئی
ہوتی ہے جس کا علم اُس سے زیادہ ہوتا ہے اور
اس کتاب کے پڑھنے سے اُس کے علم میں اضافہ ہوتا
ہے۔ انسانوں کی اس طبعی خواہش کے مطابق بھی
قرآن مجید کا پڑھنا ضروری ہے کبھی اس لیئے
شوق پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ اُس کے متعلق سُنتا
ہے کہ اُس کے مضامین بلند پایہ اور اُس کے دلائل
قوی اور ناقابلِ تردید ہیں اور اس کی پیش کردہ باتیں
صحیح، قطعی اور یقینی ہیں۔ اس لحاظ سے بھی قرآن مجید
کا پڑھنا نہایت ضروری ہے کیونکہ اس کا یہ دعویٰ
ہے کہ قرآن مجید میں جو مضامین بیان کئے گئے ہیں
وہ نہایت بلند پایہ، یقینی، قطعی اور علم صحیح پر مبنی ہیں۔
کبھی اس لیئے شوق پیدا ہوتا ہے کہ اس کتاب کے
پڑھنے اور اس پر عمل کرنے سے بہت سے فوائد اور
ترقیات حاصل ہوتی ہیں۔ اس لحاظ سے بھی قرآن مجید
کا پڑھنا اور اس کا علم حاصل کرنا بہت ضروری
ہے کیونکہ دنیا کی کوئی قوم قرآن مجید کی اس خوبی و
فضیلت کا انکار نہیں کر سکتی کہ اس پر عمل کرنے سے
ایک جاہل اور وحشی قوم جو دُنیا میں سب سے ادنیٰ اور
ذلیل ترین سمجھی جاتی تھی تہذیب و تمدن اور اخلاقیات

معاشیات اور روحانیات میں تمام اقوام دنیا کی استاد بن گئی اور دنیا کے ایک بڑے حصہ کی اصلاح کا موجب ہوئی اور اس نے ایسے رنگ میں دوسروں پر حکومت کی کہ وہ اسلامی حکومت کو نعمتِ الٰہی خیال کرنے لگے۔

مادیّت اور لامذہبیت کا تیر بہدف علاج

اس وقت لامذہبیّت کا دنیا میں آہستہ آہستہ فروغ پانا اور اس کے نتیجہ میں اخلاق پر جو بُرا اثر پڑ رہا ہے وہ ظاہر و عیاں ہے۔ لامذہبیّت کی اس رَو کو روکنے کے لئے کسی ایسی کتاب کا پڑھنا از بس ضروری ہے جو لامذہبیت کا مقابلہ کر کے مذہب کو بڑی آب و تاب سے دنیا میں قائم کر دینے میں کامیاب ہو چکی ہو اور وہ کتاب قرآن مجید ہے۔

زمانۂ گزشتہ کے حالات

بعض دفعہ ایک کتاب اس لئے پڑھی جاتی ہے کہ اس سے پہلے لوگوں کے حالات معلوم ہوں اور پتہ چلے کہ وہ کیا طریقے تھے جن پر چل کر اور جن کو اپنا کر وہ لوگ کامیاب ہوئے اور انعامات کے وارث بنے۔ اور تباہ ہونے والے کن اعمال کی وجہ سے تباہ ہوئے۔ اب دیکھا جائے تو قرآن مجید میں دونوں قسم کے لوگوں کے حالات جا بجا بڑی تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔ پس اس لحاظ سے بھی قرآن مجید کا علم حاصل کرنا نہایت ضروری ہے۔

مستقبل کا علم

انسان کے اندر ایک خواہش مستقبل کا علم حاصل کرنے کے لئے بھی پائی جاتی ہے۔ اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے کئی طریق اختیار کئے جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے بھی قرآن مجید کا پڑھنا نہایت ضروری ہے کیونکہ وہ ایک ایسی کتاب ہے جو وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ کا دعویٰ کرتی ہے۔ یعنی یہ کہ وہ غیب بیان کرنے میں بخیل نہیں ہے اور اس میں اکثر غیب کی باتیں پائی جاتی ہیں۔ اور آئندہ زمانوں کے متعلق پیشگوئیاں موجود ہیں جو اپنے وقت پر پوری ہو کر ازدیادِ ایمان اور طمانیتِ قلبی کا موجب بنتی ہیں۔

عروج و زوال کے اسباب

جب انسان کسی کتاب کے متعلق سنتا ہے کہ اس میں اس کا اور اس کے خاندان کا تذکرہ ہے، یا اس میں اس کی ترقی کے ذرائع اور تنزل کے اسباب پر بحث کی گئی ہے تو اس کے دل میں اس کتاب کے مطالعہ کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے "ہم نے تمہاری طرف یہ کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارا ذکر ہے۔ یعنی اس میں تمہاری عزت و شرف کے اسباب بیان کئے گئے ہیں۔ پس جس کتاب کو خدا تعالیٰ نے جو ہمارا خالق ہے ہمارے نام بھیجا ہے اور اس میں ہمارا ذکر بھی پایا جاتا ہے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اسے غور سے پڑھیں اور اس

کے مضامین سے واقفیت حاصل کریں۔

جامع العلوم

قرآن مجید اپنے فن کی کامل و مکمل کتاب ہے اور اس کا مطالعہ اس کو اس فن کی بہت ساری کتب سے اس رنگ میں مستغنی بنا دیتا ہے کہ اس کے سب بنیادی اصول یہاں بیان کر دیئے گئے ہیں۔ اسلئے انسان اس کے پڑھنے کا مشتاق ہوتا ہے اور اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ قرآن مجید کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے "آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے"۔ نیز فرمایا قرآن مجید میں ہم نے تمام الہامی کتابوں اور تعلیموں کا نچوڑ پیش کر دیا ہے اب کوئی ہدایت یا تعلیم جس کی انسان کو دائمی طور پر ضرورت تھی ایسی نہیں جو قرآن مجید میں بیان نہ کر دی گئی ہو اس لیئے بھی قرآن مجید کا علم حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔

مکمل ولا مبدل شریعت

انسان قدرتی طور پر تکمیلِ علم کی خواہش رکھتا ہے اور اس غرض کے لئے مختلف درجات کا علم رکھنے والوں کی کتب پڑھتا ہے۔ قرآن مجید کا دعویٰ ہے کہ وہ نہ صرف کامل کتاب ہے بلکہ اس کی باتیں کبھی نہیں بدلتیں۔ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے "اگر تکمیلِ علم کرنا منظور ہے تو اپنے رب کی کتاب کو جو اُس نے تیری طرف وحی کی ہے پڑھتا رہ۔ وہ کتاب جس کی بتائی ہوئی باتیں کبھی نہیں بدلیں گی اور کوئی نئی کتاب اب اسے منسوخ نہ کر سکیگی اگر دوسروں کی بتائی ہوئی تعلیم پر عمل کرتے مصیبت آ جائے تو وہ اس مصیبت کو دُور نہیں کر سکتے لیکن تیرا رب ہر تکلیف کو دُور کر سکتا ہے اور اس کے سوا اور کوئی جائے پناہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو علم قرآن بخشتا ہے اور اُن پر قرآن کے مطالب اور اسرار کھولے ہیں ان کا علم دوسرے لوگوں کے علم پر ہمیشہ غالب آیا ہے۔ پس تکمیلِ علم کے لیئے بھی قرآن مجید کا پڑھنا از حد ضروری ہے۔

اشاعتِ اسلام کا بہترین ذریعہ

اُمتِ محمدیہ کے قیام کا باعث اور اس کا اعلیٰ ترین مقصد تبلیغ اسلام یعنی تمام اقوامِ عالم کو نیکیوں کی طرف بُلانا اور بُرائیوں سے روکنا قرار دیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ تبلیغ اسلام اُس وقت تک صحیح طور پر نہیں کی جا سکتی جب تک کہ ہم قرآن مجید کا بغور مطالعہ نہ کریں اور اس کے مطالب پر غور نہ کریں اور اس کے علوم اور اس کے حقائق و معارف سے واقف نہ ہوں۔ اور تبلیغ ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے اسلام پہلے بھی پھیلا ہے اور اب پھر اس زمانہ میں پھیلے گا اور دُنیا کی تمام قومیں اس چشمۂ شیریں سے سیراب ہونگی انشاء اللہ تعالےٰ۔ پس اس لحاظ سے بھی قرآن مجید کا علم حاصل کرنا ہمارے لیئے از حد ضروری ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآنی حقائق و معارف جاننے اور ان کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی توفیق

سیرت

مولوی عزیز محمد اطہر شاہد

حضرت امام باقر علیہ السلام

آپ کا اسم مبارک محمدؐ کنیت ابو جعفر اور مشہور ترین لقب باقر ہے۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل سے پانچویں پشت میں تھے شجرۂ نسب یہ ہے:۔ محمد الباقر ابن علی (زین العابدین) ابن الحسین ابن علی و فاطمہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

باقر کی وجہ تسمیہ

آپ کی باقر کنیت کیوں رکھی گئی ہے؟ اس کا جواب مختلف علماء نے دیا ہے۔ چنانچہ علامہ سبط ابن جوزی خواص الائمہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"آپ کا لقب مبارک باقر اس وجہ سے ہوا کہ آپ کی جبین مبارک کثرت سجود کی وجہ سے بہت وسیع اور کشادہ ہو گئی تھی۔ دوسری وجہ کنیت کی جامعیت علمی بیان کی گئی ہے۔"

اسی طرح علامہ ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں کہ:۔

"آپ کا لقب باقر اس وجہ سے ہے کہ باقر لغت میں بقر الارض سے ماخوذ ہے یعنی زمین کو پھاڑ کر اس کی مخفیات کا ظاہر کرنے والا اور جناب امام محمد کو باقر اس لئے کہتے ہیں کہ وہ حقائق احکام اور حکمت اور لطائف کے سربستہ خزائن ظاہر فرماتے۔ ۔ ۔ ۔ پھر اس لئے بھی انہیں باقر کہا جاتا ہے کہ وہ علم کے باقر اور جامع اور مشہور کرنے والے تھے۔ ۔ ۔"

ولادت

آپ کی ولادت کے متعلق طبقات اللامام المناوی میں لکھا ہے۔ جناب امام باقر علیہ السلام مدینہ میں تیسری صفر ۵۷ھ کو قبل شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے اور بعض نے رجب ۵۷ھ بھی آپ کی ولادت بتلائی ہے۔ واقعۂ شہادت کے بعد سے آپ ہمیشہ اپنے والدِ محترم جناب امام زین العابدین کے ساتھ رہے۔ اور ۳۵ سال تک جملہ علوم کی تعلیم پائی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام

حضرت جابر بن عبد اللہؓ روایت کرتے ہیں

کہ ایک روز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا تھا آپ اس وقت امام حسین علیہ السلام کو گود میں لئے ہوئے تھے اور آپ کے رخسار کے بوسے لیتے تھے مجھ سے ارشاد فرمانے لگے میرے حسین کا ایک لڑکا ہوگا جس کا نام علی ہوگا۔ پھر اس سے ایک فرزند ہوگا جس کا نام محمد ہوگا۔ اے جابر! تم اس سے ملنا تو میرا اسلام اسکو پہنچا دینا۔ چنانچہ حضرت جابرؓ امام باقرؒ کو ان کے ایام طفولیت میں ملے اور انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچایا۔

زمانۂ امامت

۹۵ھ میں حضرت امام زینؒ کی وفات کے بعد آپ اپنے والد ماجد کی جگہ امام ہوئے۔ اور آپ کے وہی مشاغل تھے جو آپ کے والد ماجد کے تھے۔ عبادت الٰہی، اوراد اور وظائف سے فراغت پاکر جس قدر وقت بچتا تھا وہ علوم دینیہ، احکام شرعیہ کی تعلیم و تدریس میں صرف فرماتے تھے اور لوگ بکثرت آپ کے حضور زانوئے تلمذ تہ کرتے تھے جن میں عطار، ابن جریح، امام ابو حنیفہ، امام زہری، اور امام اوزاعی کے نام خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

آپ کو انتظام ملکی سے کوئی سروکار نہ تھا بلکہ صرف دینی اور روحانی مشاغل مرغوب خاطر تھے لیکن اس وقت ملکی خلفاء اور امراء آپ کے مفید مشوروں سے مستفید ہوتے تھے۔ چنانچہ ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں قیصر روم نے مخالفت اسلام میں ان کو لکھا کہ اب جو سکہ ہمارے ملک میں ڈھالا جائے گا اس میں خلاف اسلام حروف منقوش کئے جائیں گے۔ کیونکہ اس وقت بلاد اسلامیہ میں رومی سکہ ہی چلتا تھا اور ضرب دینار کا رواج قائم نہ تھا۔ اس وقت ولید نے بڑے پیمانہ پر ایک مجلس مشاورت قائم کی جس میں ضرب دینار کی تجویز منظور ہو کر جب اس امر کے تصفیہ اور تنقیح پر بات آگئی کہ اب اسلامی دینار کی کیا صورت ہونی چاہیئے تو امام باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اسلامی سکہ کے ایک طرف لا الٰہ اِلّا اللّٰہ اور دوسری طرف محمد رسول اللّٰہ تحریر ہونا چاہیئے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

ایک واقعہ

ملا مجلسی اپنی کتاب حیات القلوب جلد دوم میں لکھتے ہیں:۔

ہشام بن عبدالملک کے زمانہ میں عراق اور شام سے آنے والے حجاج نے یہ شکایت کی کہ انکے سفر کے درمیان ایک ایسی جگہ آتی ہے جہاں پانی بالکل نہیں ملتا اور بہت سے حجاج وہاں آکر پانی کی قلت کے باعث ہلاک ہوجاتے ہیں۔ چنانچہ ہشام نے اس جگہ ایک کنواں کھدوانے کا حکم دیا۔ اور بے انتہا روپیہ اس کام کے لئے صرف کیا مگر وہاں

کنواں نہ کھودا جا سکا۔ آخر لوگوں نے ہشام سے اس بات کی شکایت کی کہ وہاں کنواں نہیں کھودا جا سکتا۔ اس پر ہشام بن عبدالملک نے ایک مجلس مشاورت بلائی اور اس بارے میں غور وخوض کیا گیا۔ اس مجلس میں امام باقر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کوئی سرِّ الٰہی معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ نے موقع پر جانے کا ارادہ کیا۔ وہاں جا کر دیکھا تو وہ جگہ قوم احقاف کی تھی جہاں ان کو ریح عقیم کے ذریعہ ہلاک و تباہ کیا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس جگہ خدا کا عذاب نازل ہوا ہے اسلئے یہ کنواں اس جگہ درست نہ ہوگا کچھ فاصلے پر دوسرا کنواں کھودو تو کنواں درست ہوگا۔ چنانچہ ہشام نے ایسا ہی کروایا اور ایک دوسرے مقام پر کنواں کھدوایا گیا اور بہت زیادہ پانی آسانی کے ساتھ نکل آیا۔

آپ کی بعض کرامات

صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہیں کہ ابو البصیر مکفوف البصری ایک روز آنجناب کے پاس آیا اور کہا کہ جناب والا آپ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے ہیں؟ آپ نے اثبات میں جواب دیا۔ اس نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے وارث تھے اور آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردہ ہونے کی وجہ سے آپ کے فیض سے کافی حصہ رکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ تب اس نے کہا کہ اگر بات یہ ہے تو پہلے انبیاء مُردے زندہ کرتے تھے، نابینا کو آنکھ والا بنا دیتے تھے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس نے کہا کہ مَیں اندھا آدمی ہوں آپ میرے بینا ہو جانے کی دعا کریں۔ تب آپ نے دُعا کی اور میری آنکھ روشن ہوگئی لیکن آپ نے فرمایا کہ اے ابو البصیر کیا تُو پسند نہیں کرتا کہ تُو نابینا ہونے کی حالت میں بغیر حساب کتاب کے بہشت میں داخل ہو جائے۔ اس نے کہا کیوں نہیں، میری خواہش یہی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ پھر نابینا ہی رہو اور خدا کا شکر بجالاؤ۔

دوسرا واقعہ:۔ ابن الحجر مکی اپنی کتاب صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں:۔

زید بن حازم سے نقل ہے کہ مَیں ابو جعفر محمد ابن علی الباقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ زید بن علی (آپ کے بھائی) ہمارے پاس سے گزرے۔ جناب امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو دیکھ کر کہا کہ یہ کوفہ کی طرف جائیں گے اور وہاں مارے جائیں گے اور ان کا سر شہر میں پھرایا جائیگا چنانچہ اسی طرح ہوا جس طرح آپ نے فرمایا تھا۔

ایک تیسرا واقعہ:۔ ملا جامی نے اعجاز شواہد النبوۃ لکھا ہے کہ ایک دفعہ ہشام بن عبدالملک کا مکان تعمیر ہو رہا تھا آپ نے دیکھ کر فرمایا۔ خدا کی قسم یہ مکان گرایا جائے گا اور اس کی بنیاد تک اُکھاڑ پھینکی جائے گی۔ چنانچہ ولید بادشاہ ہُوا تو اُس نے اس مکان کو بیخ و بُن سے اُکھاڑ دیا اور

لوگوں کو اس سے بہت تعجب ہوا۔

فضیلت علمی

صاحب کتاب الارجح المطالب لکھتے ہیں کہ جس قدر علم دین، سنن، علم قرآن، سیر و فنون اور ادب وغیرہ جناب ابو جعفر محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ سے ظاہر ہوئے ہیں وہ اور کسی عالم سے ظاہر نہیں ہوئے۔

علامہ سبط جوزی کہتے ہیں کہ عطا بن واصل کا بیان ہے کہ میں نے علماء کو از روئے علم کسی کے پاس اپنے آپ کو اس قدر حقیر خیال کرتے ہوئے نہیں دیکھا جس طرح کہ وہ اپنے آپ کو جناب امام ابو جعفر محمد باقرؒ کے روبرو سمجھتے تھے۔

ہشام کا رویّہ

آخری عمر میں آپ کی کرامات اور فضیلت علمی کے باعث لوگوں کا آپکے پاس کثرت سے آنا ہشام بن عبد الملک کو برا لگا اور وہ آپ کو نقصان پہنچانے کے در پے ہو گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی اور ہشام اپنے برے ارادوں کو عملی جامہ پہنانے میں ناکام و نامراد رہا۔

وفات

ماہ ذو الحجہ ۱۱۴ھ میں ستاون برس کی عمر میں آپ نے طبعی طور پر وفات پائی اور اپنی وصیت کے مطابق جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

ارشادات باقریہ

علامہ ابن الحجر مکیؒ اور علامہ سبط ابن جوزی نے اپنی کتابوں میں آپ کے ارشادات کی بہت تفصیل بیان کی ہے۔ جن میں سے بعض کا ذکر یوں ہے:۔

● **رُوح کی ماہیت**:۔ آپ سے پوچھا گیا کہ روح کی ماہیت کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ روح مثل ہوا متحرک ہے۔ اس کو رُوح اس وجہ سے کہتے ہیں کہ رُوح ریح سے مشتق ہے اور بوجہ ہم جنسیت کے اس کو رُوح کہتے ہیں۔ یہ رُوح جو انسان کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے وہ پاکیزہ تر ہے۔ اور روح حادث اور مخلوق ہے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو سکتی ہے۔ پھر فرمایا روح ایک ایسی لطیف شے ہے کہ نہ اس میں کسی قسم کی سنگینی محسوس ہوتی ہے اور نہ سُبکی۔ اور وہ ایک باریک رقیق شے قالب کثیف میں پوشیدہ ہے جیسے مُشک میں بُو۔ مُشک جتنی بُو دے اس کے وزن میں کمی نہیں ہوتی۔ رُوح جسم سے نکل جانے کے بعد بھی صُور اسرافیل تک باقی ہے مگر ہاں اس کے نکل جانے کے بعد اعضاء کے کُل حواس فنا ہو جاتے ہیں اور کوئی حِس محسوس نہیں ہوتی۔

● **علم کی فضیلت**:۔ فرمایا وہ عالم جس کے علم سے لوگ مستفید ہوں میرے نزدیک

ستّر ہزار عابدوں سے بہتر ہے۔ اگر مَیں اُس عالم کی خدمت میں بیٹھوں جو مسائلِ دینیہ کا جاننے والا ہو اور میرا معتمد علیہ ہو تو میری یہ صحبت میری ایک سال کی عبادت سے زیادہ محبوب ہے۔ فرمایا دوسرے کو علم دینا بھی زکوٰۃِ علم ہے۔

● **علم قرآن** :۔ حکم مسائل کے وقت کوئی شئے قرآن میں بغیر اذن خدا کے داخل نہ کرو۔ کیونکہ ایسا کرنے سے تم دائرہ ایمان سے باہر نکل جاؤ گے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمام سبب اور حسب، قرابت، دانائی اور ہوشیاری حکم خدا میں شریک چیزیں اور وہ تمام احکام جو بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل کئے گئے اور تمام متشابہات قرآن قیامت کے دن منقطع ہو جائیں گے اور اس کے کوئی کام نہ آئے گا مگر صرف وہ امور جو قرآن سے ثابت ہونگے۔

● **ہستی باری تعالیٰ** :۔ تصوّر اس کی ذات کو نہیں پا سکتا اور کسی کا تصوّر اس کو کیونکر پا سکتا ہے کیونکہ ذاتِ باری اس سے منزّہ ہے کہ کسی کی فکر یا کسی کا تصوّر اس کی ذات مستغنی الصفات کا احاطہ کر سکے۔ فرمایا کہ تمام چیزوں کی خلقت کے بارہ میں گفتگو کرو مگر ذاتِ باری تعالیٰ میں گفتگو نہ کرو۔ کیونکہ اسرارِ الٰہی کو پانا انسان کے لئے ممکن نہیں ہے۔ فرمایا وہ اسوقت بھی تھا جب کچھ نہ تھا۔ وہ وراء الوراء مقام پر فائز ہے صرف اپنی تشبیہی صفات سے پہچانا جاتا ہے۔

● **امام کی ضرورت** :۔ ابو حمزہ سے مروی ہے کہ جناب امام باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی شخص کسی دُور دراز کے سفر پر جانا چاہتا ہے تو اپنی ضرورتِ سفر کے لئے ایک ایسے راہ نما کو اپنے ساتھ لیتا ہے جو اس راستہ سے پوری واقفیت رکھتا ہو مگر تم جو زمین سے آسمان تک کا سفر کرنے والے ہو اور راستوں سے بھی بالکل ناواقف ہو تو تمہارے لئے ضروری ہے کہ اس سفر میں اپنے واسطے راہنما یا امام اختیار کرو کہ وہ تمہارے لئے اس راہ کو درست اور ہموار کرے۔ لوگوں نے آپ سے اِس آیت کا مطلب پوچھا وجعلنا لہٗ نوراً یمشی بہ فی النّاس تو آپ نے فرمایا اِس سے مراد امام زمانہ ہے مشکل امور میں اس کی اقتدا کریں، اور ظن اور قیاس کی پیروی نہ کریں۔ اور جو ایسا کرتا ہے وہ شبہوں میں گرفتار رہے اور کسی وقت ان سے باہر نہیں نکل سکتا یعنی جو شخص اپنے امام کو نہیں پہچانتا وہ ہمیشہ مشکل امور میں قیاس سے اجتہاد کرتا ہے اور شبہات کے پردوں میں پوشیدہ رہتا ہے +

جناب حکیم محمد صدیق صاحب شمس الاطباء

چھا رہا ہے مطلعِ اقوامِ عالم پر غبار

ہو رہا ہے برتری کا بھوت انساں پر سوار
دیکھئے امنِ جہاں رہتا ہے کب تک برقرار

یا الٰہی خیر ہو، طوفاں نہ بن جائے کہیں
چھا رہا ہے مطلعِ اقوامِ عالم پر غبار

کھو دیئے انسان کے عقل و خرد ہوش و حواس
کیا عجب ہے اے مئے حرصِ دُنی تیرا خُمار

منظرِ غرقابیٔ فرعون گر دیکھے کوئی
وہ نہ ہو ہامان بھی فرعون ہونا درکنار

وہ کہاں آزادیٔ نفسِ دروں میں ہے مزا
جو مزا دیتی ہے قیدِ طاعتِ پروردگار

قصرِ ہاماں نے نہ دکھلایا خدا فرعون کو
کر گیا بلقیس پر قصرِ سلیماں آشکار

کس طرح کرتے رُخِ انور کا نظارہ کلیم
بن گئی جب خود تجلی ہی نقابِ رُوئے یار

کوکبِ تثلیث چمکے گا الٰہی کب تلک
اس ستارے کو ڈبو دے تا سحر ہو آشکار

لطف الرحمٰن محمود

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف

(پانچویں قسط)

(۵۴) منہاج الطالبین

جلسہ سالانہ ۱۹۲۵ء کے موقع پر ۲۷ اور ۲۸ دسمبر کی دو تقاریر کا مجموعہ ہے۔ پہلا ایڈیشن ۱۹۲۶ء میں "بکڈپو تالیف و اشاعت" کی طرف سے شائع ہوا۔ کتاب ۲۰×۲۶/۸ سائز کے ۱۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کے ابتدائی ۲۱ صفحات سلسلہ احمدیہ کی تاریخ سے تعلق رکھتے ہیں۔ باقی صفحات میں اس سوال پر بحث کی گئی ہے کہ وہ کون سے ذرائع ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر انسان گناہوں سے بچ جاتا ہے اور اس کے نفس میں نیکیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور وہ فلاح پا جاتا ہے۔

حضورؓ نے اس لیکچر میں مندرجہ ذیل نکات کی خصوصیت سے وضاحت فرمائی ہے:۔

۱۔ روحانی لحاظ سے انسان کامل کون ہوتا ہے۔

۲۔ اخلاق کی تعریف۔

۳۔ اخلاقِ حسنہ کی تعریف۔

۴۔ اخلاق کا منبع۔

۵۔ اخلاق کی جڑ چند قوتیں ہیں جو انسانوں، حیوانوں، نباتات بلکہ جمادات میں بھی پائی جاتی ہیں حتیٰ کہ یہ طاقتیں باریک ذرات میں بھی موجود ہے۔ (یہ ایک جدید مضمون ہے جس نے اخلاق کے مسئلہ کی کایا پلٹ دی ہے۔)

۶۔ اعلیٰ اخلاق کا کیوں خیال رکھا جائے۔

۷۔ با اخلاق کسے کہتے ہیں۔

۸۔ کیا اخلاق کی اصلاح ممکن ہے۔

۹۔ فطرت کا میلان نیکی کی طرف ہے یا بدی کی طرف۔

۱۰۔ نیکی کی اقسام۔

۱۱۔ گناہ کی اقسام۔

۱۲۔ گناہ کہاں سے آتا ہے (اس کے تحت حضورؓ نے متعدد موجباتِ گناہ کی وضاحت فرمائی ہے)

۱۳۔ گناہ آلودہ حالتیں۔

اسی تقریر میں حضورؓ نے تربیتِ اولاد کے زرّین طریق بیان فرمائے۔ یہ اصول ایسے ہیں جن کی اہمیت و افادیت جدید ترین نفسیات نے بھی تسلیم کی ہے۔

دوسرے دن کی تقریر میں حضورؓ نے چار قسم کی بدیوں کا ذکر فرمایا:۔

۱۔ ذاتی بدیاں۔ جن کا اثر صرف انسان کے اپنے نفس پر پڑتا ہے۔

۲۔ وہ بدیاں جن کا اثر انسان کے اپنے نفس کے علاوہ دوسروں پر بھی پڑتا ہے۔

۳- قومی بدیاں۔

۴- وہ بدیاں جو خدا تعالیٰ کی ذات سے تعلق رکھتی ہیں۔

اس کے بالمقابل چار قسم کی نیکیوں کا بھی تذکرہ فرمایا ہے:-

۱- ذاتی نیکیاں۔

۲- وہ نیکیاں جو دوسروں سے بھی تعلق رکھتی ہیں۔

۳- قومی نیکیاں۔

۴- وہ نیکیاں جو خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتی ہیں۔

ان تمام اقسام کی حضورؓ نے مثالیں دے کر وضاحت فرمائی۔ اسی ضمن میں حضورؓ نے توبہ اور اس کی شرائط پر روشنی ڈالی ہے۔ اس موضوع پر بہترین اور معلومات سے بھرپور کتاب ہے۔

(۵۵) ہندو مسلم فسادات اور ان کا علاج

یہ کتاب اس لیکچر پر مشتمل ہے جو حضورؓ نے بریڈلا ہال لاہور میں ۲ مارچ ۱۹۲۷ء کو ارشاد فرمایا۔ اس جلسے کی صدارت خان بہادر سر محمد شفیع کے۔ سی۔ آئی۔ ایس نے کی۔ حضورؓ نے اس لیکچر میں ہندو مسلم مناقشات کے اسباب کا تجزیہ فرمایا اور ملک کی بہتری کے لئے دونوں قوموں کو نصائح فرمائیں

حضورؓ نے تفصیل کے ساتھ "ہندو مسلم سوال" کی وضاحت فرمائی۔ اسی طرح ان الزامات کی بھی تردید کی کہ اسلام نے اپنی اشاعت کے لئے جبر کو استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔ حضورؓ نے ثابت کیا ہے کہ اسلام نے کسی جگہ جبر نہیں کیا بلکہ اسلام کی ہر بات میں امن ہے۔ حضورؓ نے غیر مسلموں کو نصیحت فرمائی کہ وہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرنے کا ناپاک طریق چھوڑ دیں۔

حضورؓ نے اس موقع پر بڑے جلال سے فرمایا:-

"یاد رکھو ہم وہ لوگ ہیں جن کے ایک ایک آدمی کو مخالفین پکڑ کر لے گئے۔ اس کو سخت ایذائیں پہنچائیں۔ تکلیفیں دیں۔ یہاں تک کہ اس کے جسم میں سوئیاں چبھوئی گئیں۔ اس کے سامنے ایک سوئی لٹکائی گئی اور اسے بتایا گیا یہ تمہارے لئے ہے۔ ان تکلیفوں کے درمیان اس سے پوچھا گیا۔ یہ تمہارے لئے ہے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کے سبب تمہیں یہ تکلیفیں پہنچ رہی ہیں یہاں ہوتا اور ان تکلیفوں میں مبتلا ہوتا اور تم گھر میں آرام کرتے؟ یہ بات سن کر وہ نہایت اطمینان اور سکون سے مسکراتا ہوا کہتا ہے تم تو کہتے ہو.... کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں ہوں اور یہ کر کیا میں پسند کر سکتا ہوں کہ تکالیف ان کو پہنچ رہی ہوں .... اور میں اپنے

گھر آرام سے بیٹھا ہوا ہوں۔
لیکن مجھے تو یہ بھی پسند نہیں کہ محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاؤں میں کانٹا چبھے اور میں گھر میں
آرام سے بیٹھا رہوں۔

غرض ہمارے جسم کا ہر ذرہ محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان
ہونے کا متمنی ہے۔ ہماری جان بھی
اُسی کے لئے ہے ہمارا مال بھی اسی
کے واسطے۔

ہم اس پر راضی ہیں۔ بخدا راضی ہیں،
پھر کہتا ہوں بخدا راضی ہیں کہ ہماری
آنکھوں کے سامنے ہمارے بچے
قتل کر دو۔ ہمارے دیکھتے دیکھتے
ہمارے اہل و عیال کو جان سے مار دو
لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو گالیاں نہ دو۔ ہمارے مال
لُوٹ لو۔ ہمیں اس ملک سے نکال دو
لیکن ہمارے سردار حضرت نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک اور توہین
نہ کرو۔ انہیں گالیاں نہ دو۔ اگر
یہ سمجھتے ہو کہ محمد رسول اللہ صلعم کو
گالیاں دینے سے تم جیت سکتے ہو
اور یہ سمجھتے ہو کہ گالیاں دینے سے
تم رُک نہیں سکتے تو پھر یہ بھی یاد رکھو

کہ کم سے کم ہم تمہارا آخری سانس
تک مقابلہ کریں گے اور جب تک
ہمارا ایک آدمی بھی زندہ ہے وہ
اس جنگ کو ختم نہیں کرے گا۔"

(صفحہ ۵۶-۵۷)

فخر الدین ملتانی نے ۱۵ / مارچ ۱۹۲۷ء
کو کتاب گھر قادیان سے شائع کیا۔ ۲۰×۲۶/۸ سائز
کے ۴۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

(۵۶) تقریر دلپذیر

یہ وہ تقریر ہے جو جلسہ سالانہ ۱۹۲۷ء
کے دوسرے دن ارشاد فرمائی۔ اس میں جماعتی مسائل
اور سلسلہ احمدیہ کی ترقیات کا ذکر ہے۔ ۲۰×۲۶/۸
سائز کے ۹۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ بکڈپو تالیف و
اشاعت قادیان نے دسمبر ۱۹۲۸ء میں کتابی شکل
میں شائع کی۔

(۵۷) گوشت خوری

حضور رضی اللہ عنہ کا ایک مضمون ہے جو دسمبر ۱۹۲۶ء میں
مکرم حافظ مبین الحق محمد یامین صاحب نے قادیان
سے کتابی شکل میں شائع کیا ہے۔ ضخامت ۸ صفحات۔
حضور رضی اللہ عنہ نے اس مختصر مگر جامع مضمون میں مندرجہ ذیل
نکات کی خصوصیت سے توضیح و تشریح فرمائی ہے:۔

۱۔ ست جگ کا حال۔
۲۔ گوشت خوری کیوں بُری ہے۔
۳۔ قربانی میں زندگی ہے۔
۴۔ دنیا میں ایسے جانور بھی ہیں جو گوشت کے

سوا کچھ نہیں کھاتے۔

۵- آریہ گوشت خور ہیں۔

۶- حرام وحلال کی حقیقت۔

حضور نے رسالے کے آخر میں تحریر فرمایا:-

"گوشت کا استعمال ایک معمولی بات تھی۔ لیکن آریوں نے خواہ مخواہ اسے بڑھا دیا اور ایسی اہمیت دی ہے کہ ایک دوست کے پیش کرنے پر ہم کو بھی رسالہ کے کئی صفحے وقف کرنے پڑے۔ لیکن ان کی یہ باتیں معمولی ہیں اور مذہب کی سچائی کا ان سے کچھ تعلق نہیں۔ مذہب کچھ اور ہی ہے اور پھر اس اصول کو سمجھ کر مذہب کی طرف توجہ کرے۔" (ص۱)

(۵۸) دعوۃ الامیر

امیر امان اللہ خان والی افغانستان کو احمدیت کی صداقت سے آگاہ کرنے کے لئے حضور نے ایک مفصل خط رقم فرمایا۔ یہ مکتوب گرامی ضخیم کتاب کی شکل میں اشاعت پذیر ہوا۔ فارسی ایڈیشن کے علاوہ اردو میں بھی ہے۔ اس میں حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت ثابت کرنے کے لئے ہر قسم کے مؤثر دلائل بیان فرمائے ہیں۔ اس کتاب میں حضور نے احمدیت کے عقائد قلمبند فرمائے ہیں۔ قرآن مجید اور احادیث شریف سے "وفات مسیح" کا ثبوت دیا ہے۔ مسیح و مہدی کے بارے میں احادیث پر بحث فرمائی ہے۔ اسی ضمن میں "نزول" کی اصطلاح کی تشریح بیان کی گئی ہے۔ اسی طرح "آیت خاتم النبیین" کی تفسیر بھی بیان فرمائی گئی ہے۔ حقیقت جہاد پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے بارہ دلائل بیان کئے گئے ہیں۔ ان میں سے ہر دلیل آگے کئی پہلوؤں پر مشتمل ہے۔ مثلاً "ضرورت زمانہ" کی دلیل کے تحت تفصیل کے ساتھ مسلمانوں کی مذہبی، اخلاقی، علمی، تمدنی، جسمانی، نسلی، مالی، سیاسی حالت بیان کی گئی ہے۔ اس ضمن میں زمینی اور فلکی تغیرات پر تبصرہ کیا گیا ہے۔ پانچویں دلیل میں "تجدید دین" کے تحت بیان کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ملائکہ، قرآن کریم، قرآن وحدیث کی تعیین مراتب، انبیاء علیہم السلام، بعث بعد الموت اور عملی حصہ میں افراط وتفریط کے بارے میں عظیم الشان تجدیدی کارنامے سرانجام دیئے۔ اسی طرح گیارھویں دلیل میں حضرت مسیح موعود کا اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب پاک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے نظیر عشق ومحبت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ بارھویں دلیل میں حضور نے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی "قوت احیاء" کی پُرزور الفاظ میں وضاحت فرمائی ہے۔

احمدیت کے بارہ میں پائی جانے والی غلط فہمیوں کے ازالہ کے لئے بہترین کتب میں سے ایک ہے۔

۲۰×۲۶/۸ سائز کے ۴۲۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

سنہ ۱۹۲۶ء میں شائع ہوئی۔

حضور نے بادشاہ سے خطاب کرتے ہوئے

اس تاریخی مکتوب کو ان الفاظ میں ختم فرمایا ہے:۔

"یہ دنیا چند روزہ ہے۔ اور نہ معلوم کہ کون کب تک زندہ رہیگا آخر ہر ایک کو مرنا اور اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہے۔ اس وقت سوائے صحیح عقائد اور اعمال صالحہ کے اور کچھ کام نہیں آئے گا۔ غریب بھی اس دنیا سے خالی ہاتھ جاتا ہے اور امیر بھی۔ نہ بادشاہ اب تک اس دنیا سے کچھ لے گئے نہ غریب۔ ساتھ جانے والا صرف ایمان ہے یا اعمال صالحہ۔ پس اللہ تعالیٰ کے مامور پر ایمان لائیے تا اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو امن دیا جائے اور اسلام کی آواز کو قبول کیجئے۔ تا سلامتی سے آپ کو حصہ ملے۔ میں آج اس فرض کو ادا کر چکا ہوں جو مجھ پر تھا۔ اللہ تعالیٰ کا پیغام میں نے آپ کو پہنچا دیا ہے اب ماننا نہ ماننا آپ کا کام ہے۔ ہاں مجھے آپ سے امید ضرور ہے کہ آپ میرے خط پر پوری طرح غور کریں گے اور جب اس کو بالکل راست اور درست پائینگے تو وقت کے مامور پر ایمان لانے سے دریغ نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ایسا ہی ہو۔" (صفحہ ۲۸۴)

(۵۹) مذہب اور سائنس

یہ تقریر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حبیبیہ ہال لاہور میں ۳ر مارچ ۱۹۲۷ء کو ارشاد فرمائی۔ اس جلسے کی صدارت کا فرض جناب سر عبدالقادر نے ادا کیا۔ حضورؓ نے اس عالمانہ لیکچر میں مخالفین اسلام کے اس بے بنیاد اعتراض کا رد کیا کہ اسلام اور سائنس میں کوئی تطابق نہیں۔ حضورؓ نے دلائل و براہین سے ثابت فرمایا ہے کہ اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جو موجودہ سائنس کا مصدق و مصدوق ہے۔ بلکہ اسلام اس سائنس کے بعض نقائص کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے۔ اس ضمن میں حضورؓ نے اسلام کے فضائل و محاسن بھی بیان فرمائے۔ کتاب گھر قادیان نے شائع کی۔

(۶۰) حضرت مسیح موعودؑ کے کارنامے

یہ تقریر حضورؓ نے ۱۹۲۷ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر ارشاد فرمائی۔ دسمبر ۱۹۲۸ء میں احمدیہ بکڈپو تالیف و اشاعت نے قادیان سے شائع کی۔ $\frac{20 \times 30}{16}$ سائز کے ۵۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ حضورؓ نے اس معرکۃ الآراء تقریر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ۱۵ عظیم الشان اسلامی کارناموں کا ذکر فرمایا ہے۔ جن کا خلاصہ درج ذیل ہے:۔

۱۔ خدا تعالیٰ کا مخفی چہرہ نمایاں کر کے تعلق باللہ کی راہوں کی راہ نمائی فرمائی۔

۲۔ اسلام کا درد رکھنے والی فعّال تبلیغی دینی جماعت پیدا کی۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کے متعلق جو فساد لوگوں کے خیالات میں پڑ گیا تھا اس کی اصلاح۔

۴۔ کلام الٰہی کی حقیقت کو ظاہر کیا (الہام کے متعلق خطرناک خیالات کی اصلاح)

۵۔ قرآن کریم کے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ۔

۶۔ ملائکہ کے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ۔

۷۔ انبیاء علیہم السلام کے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ، معجزات کی حقیقت۔

۸۔ شریعت کی عظمت کا قیام۔

۹۔ عبادات سے متعلق اصلاحی کام۔

۱۰۔ فقہ کی اصلاح۔

۱۱۔ عورتوں کے حقوق کی حفاظت اور اصلاح۔

۱۲۔ اعمالِ انسانی کی اصلاح۔

۱۳۔ اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کے سامان۔

۱۴۔ امنِ عامہ کا قیام

۱۵۔ معاد کے متعلق اصلاح۔

حضور رضؓ نے ان تمام کارناموں پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ حضور رضؓ نے اس کتاب کو ان پُرشوکت الفاظ پر ختم فرمایا ہے:۔

"میں نے آپ کے کاموں کی تعداد ۱۵ بتائی ہے لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ آپ کا کام یہیں تک ختم ہو گیا ہے آپ کا کام اس سے بہت وسیع ہے اور جو کچھ کہا گیا ہے اصول ہے۔ آپ کے سب کاموں کو تفصیل سے لکھا جائے تو ہزاروں کی تعداد سے بھی بڑھ جائیں گے اور میرے خیال میں اگر کوئی شخص انہیں کتاب کی صورت میں جمع کر دے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ منشاء پورا ہو سکتا ہے جو آپ نے براہین احمدیہ میں ظاہر فرمایا تھا۔[1] اور وہ یہ کہ اس کتاب میں اسلام کی ۳۰۰ خوبیاں بیان کی جائیں گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ وعدہ اپنی مختلف کتابوں کے ذریعے پورا کر دیا۔ آپ نے اپنی کتابوں میں تین سُو سے بھی زائد خوبیاں بیان فرما دی ہیں اور مَیں یہ ثابت کرنے کے لئے تیار ہوں"۔

(صفحہ ۱۵۷)

(۶۱) لیکچر شملہ

یہ وہ بصیرت افروز لیکچر ہے جو حضور رضؓ نے شملہ میں ارشاد فرمایا۔ اس میں حضور رضؓ نے مسلمانانِ ہند کو انفرادی اور

---

[1] دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کے اہلِ قلم اصحاب میں سے کسی کو توفیق دے کہ وہ حضور رضؓ کی خط کشیدہ خواہش کی تکمیل کر سکیں۔

قومی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ فرمایا ہے۔ اور اس وقت کی ہندوستان کی حالت کا تجزیہ فرمایا ہے حضورؓ نے مسلمانوں کی انفرادی ذمہ داریوں کی وضاحت کرتے ہوئے اس بنیادی ذمہ داری پر زور دیا ہے کہ مسلمانوں کو حقیقی مسلمان بنایا جائے۔ انہیں قرآن مجید سے آگاہ کیا جائے۔ ان میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندہ محبت پیدا کی جائے۔ دُعا کی عادت ان میں راسخ کی جائے۔

اس کے بعد حضورؓ نے "اخلاقی مضبوطی" کو دوسری بڑی انفرادی ذمہ داری پر زور دیا ہے۔ راستبازی، محنت سے عار نہ کرنا، سادہ زندگی، استقلال، خدمتِ خلق، مسابقت کی رُوح، صحت کی درستی، صفائی، پابندیٔ وقت، بیکاری کی لعنت کا انسداد، آزادی، قومی کریکٹر وغیرہ امور کی طرف بھرپور توجہ کی جائے۔

"اصلاحِ رسوم" کو تیسری ذمہ داری قرار دیا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کی اقتصادی بدحالی کا ایک بڑا سبب یہی رسوم تھیں (اور ہیں) حضورؓ نے فرمایا:۔

"رسول کریمؐ کی آمد کی غرض یہ ہے کہ ان تمام فضول اور بے جا رسوم سے جنہوں نے گردنوں میں طوق ڈال دیئے تھے آزاد کردیں۔ اور ان زنجیروں سے نجات دلائی۔ مگر ہم اس کی پرواہ نہیں کرتے۔ یہ کس قدر شرم کا مقام ہے مسلمانوں کے بہت سے قرضوں اور فضول خرچیوں کی اصلاح اسی ایک امر سے ہو سکتی ہے۔"

(صفحہ ۳۶)

چوتھی ذمہ داری حضورؓ نے یہ بیان فرمائی کہ ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ مسلمانوں میں ہر کام کے کرنے کے لئے موزوں اور مناسب آدمی موجود ہوں تاکہ دوسروں کی دست نگری اور محتاجی ختم ہو۔ بعض اور انفرادی ذمہ داریاں بیان کرنے کے علاوہ حضورؓ نے مندرجہ ذیل قومی ذمہ داریوں پر بھرپور روشنی ڈالی ہے:۔

۱۔ رواداری اور حریتِ ضمیر۔
۲۔ قومی اتحاد۔
۳۔ نظام اور اس کی اطاعت۔
۴۔ قومی آزادی۔

اس لیکچر میں حضورؓ نے مسلمانانِ ہند کو خاص طور پر اسلام سے محبت، اخلاقی مضبوطی اور اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرنے کی تلقین فرمائی۔ جہاں غیر مسلموں سے اتحاد اور صلح کا تعلق ہے حضورؓ نے فرمایا:۔

"میں جب کہ تمام لوگوں سے صلح اور مودّت کی تعلیم دیتا ہوں، ہندو، سکھ، عیسائی جو کوئی بھی یہاں موجود ہیں میں ان سے صاف صاف کہتا ہوں کہ صلح اور آشتی کے لئے ہم ہر قربانی کے لئے تیار ہیں مگر میں اس کے ساتھ ہی پوری قوت اور زور کے ساتھ اعلان کرتا ہوں کہ

جنگل کے درندوں اور سانپوں سے ہم صلح کر سکتے ہیں مگر ہم ان سے کبھی بھی صلح نہیں کر سکتے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیتے ہیں"۔ (صفحہ ۴۲)

دسمبر ۱۹۲۷ء میں مینیجر بک ڈپو تالیف واشاعت قادیان نے اس لیکچر کو کتابی شکل میں شائع کیا۔ جو ۲۰×۲۶/۸ سائز کے ۴۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

(باقی)

تبصرہ

"میدانِ عمل"

یہ دلچسپ اور مفید کتاب محترم مولانا نسیم سیفی صاحب سابق رئیس التبلیغ مغربی افریقہ کے گیارہ مضامین کا مفید مجموعہ ہے۔ یہ سب مضامین مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام سے تعلق رکھتے ہیں۔ فاضل مؤلف نے ان مضامین میں عیسائی عیسائی پادریوں کے مقابل پر احمدی مجاہدین کی کامیابی کے ساتھ ساتھ خود عیسائی مفکرین کے حوالہ جات سے ثابت کیا ہے کہ بالآخر اسلام اس خطہ میں غالب آئیگا اور عیسائیت پسپا ہو جائیگی۔ پھر ان آسمانی بشارات کو بھی اس کتاب میں درج کیا گیا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اس زمانہ میں امتِ محمدیہ کو ملی ہیں۔ نہایت مفید اور قابلِ مطالعہ کتاب ہے۔ ۲۰×۳۰/۱۶ سائز کے ۱۶۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

ملنے کا پتہ

سیفی برادرز ۲۸ میکلوڈ روڈ۔ لاہور

مرکزی امتحانات خدام الاحمدیہ

خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے خدام کیلئے چار تعلیمی نصاب مقرر کئے گئے ہیں۔ یعنی مبتدی، مقتصد، سابق، فائز پچھلے سال مبتدی کا امتحان ہوا تھا امسال ستمبر کے آخری عشرہ میں دونوں کا امتحان مرکز کی طرف سے لیا جائیگا۔ جو خدام مبتدی کا امتحان دے چکے ہیں وہ صرف مقتصد کا امتحان دیں گے لیکن جن خدام نے ابھی تک مبتدی کا امتحان پاس نہیں کیا وہ پہلے مبتدی کا امتحان پاس کریں گے پھر مقتصد میں شریک ہو سکیں گے۔ جو خدام یہ امتحان اکٹھا دینا چاہیں ان کے لئے یہ سہولت رکھی گئی ہے کہ وہ امسال دونوں امتحانوں میں شریک ہو سکتے ہیں۔

امتحانات کے نصاب درج ذیل ہیں:۔

نصاب برائے مبتدی۔ کل نمبر ۱۰۰

۱۔ قرآن کریم۔ پہلا پارہ مع ترجمہ

۲۔ حدیث شریف۔ نبراس المومنین

۳۔ کتب سلسلہ کشتی نوح۔ احمدیت کا پیغام۔ کتابچہ عام دینی معلومات شائع کردہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ

نصاب برائے مقتصد۔ کل نمبر ۱۰۰

۱۔ قرآن کریم۔ از سورہ فاتحہ تا آخر آل عمران

۲۔ حدیث شریف۔ احادیث الاخلاق از مولانا غلام باری صاحب سیف

۳۔ کتب سلسلہ۔ فتح اسلام، سبز اشتہار، ایک غلطی کا ازالہ۔ الوصیت۔ دعوۃ الامیر۔ کتابچہ عام دینی معلومات۔

قائدین کرام کو چاہیئے کہ خود بھی ان امتحانات میں شریک ہوں اور زیادہ سے زیادہ خدام کو بھی شامل فرمائیں۔

شعبہ تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ

واقعات

۱۔ "موت کا کھیل"

نہایت خوشگوار دن تھا۔ سنہ ۱۹۵۶ء کے رمضان المبارک کا پہلا روزہ تھا۔ جامعہ احمدیہ میں تعطیل تھی۔ دل مچل رہا تھا کہ دریا کی سیر کو جاؤں۔ دل اِس تقاضے کی شدت کو محسوس کر کے اُٹھا، موسم کی دلفریبی سے پُوری طرح حظ اٹھانے کے لئے چند دوستوں کی رفاقت کی خواہش اُبھری مگر کوئی ساتھی نہ مل سکا ——۔ آخر خیال آیا کہ تنہا ہی چل پڑنا چاہئے اور صانع کائنات کے اِس سیمابی شاہکار کا اکیلے ہی تماشا کرو ——۔ دریا پر آیا۔ کیف آور اور مسحور کُن ہواؤں، ترنگوں سے اٹکھیلیاں بھرتی ہوئی لہروں کا خوب ہی نظارہ کیا —— آخر تھک کر ایک واقف دھوبی کے پاس بیٹھ گیا —— دھوبن ساتھ کی پہاڑی پر کپڑے پھیلا رہی تھی —— یکایک قریبی گاؤں کوٹ امیر شاہ کے چند نوجوان ادھر آنکلے اور اپنے مویشیوں کی دمیں پکڑ کر تیرتے ہوئے دریا کے اُس پار "بیلہ" کی طرف چلے گئے —— تھوڑی دیر بعد ایک قریباً دس سالہ لڑکا ہمارے پاس سے گزرا۔ اس کنارے چلتے ہوئے پہاڑی کی اوٹ میں اوجھل ہو گیا —— کچھ دیر بعد دھوبن کپڑے پھیلانے پہاڑی پر چڑھی اور تڑپ کر ایسی خوفناک چیخ ماری کہ جسم کانپ اٹھا —— "ہائے وے پھڑ یو کسے ال دا لال ڈُب گیا" —— وے کوئی بچا لو وے اینہوں بلدی اَگ وچوں" —— اُس کی اِس چیخ پکار سے ہی مَیں سمجھ گیا کہ کوئی ڈوب گیا ہے۔ جدھر سے دھوبن ہنگامہ خیز حال دہائی کا طوفان بپا کر رہی تھی مَیں بھی دھوبی کی معیت میں اُس طرف اُٹھ دوڑا۔

پہاڑی کی اوٹ ہٹتے ہی میرے سامنے ایک رُوح فرسا منظر تھا —— وہی دس سالہ بچہ جو ہمارے پاس سے گزرا تھا آگے چل کر دریا کی ایک نہایت خطرناک جگہ پر گر گیا۔ نہ معلوم کب سے ڈبکیاں کھا رہا تھا اور پہلے کس نے اُسے دیکھا —— بہرکیف جب مَیں نے اُسے دیکھا تو پچیس کے قریب آدمی جمع ہو چکے تھے اور لڑکا دریا کے وسط میں ڈُوب رہا تھا —— کافی دیر کے بعد کبھی اُوپر آتا اور پھر ڈوب جاتا۔

یہ سب لوگ زندگی اور موت کے اس المناک ڈرامے کو دیکھ رہے تھے اور ساتھ ساتھ پکار رہے تھے کہ —— "کوئی ڈڑو اوئے، کوئی ڈڑو اوئے" —— بھلا کون موت کے منہ میں جانے کے لئے تیار ہوتا۔ !

مَیں نے بھاگتے ہوئے دیکھا کہ ایک نوجوان

دریا میں کُودا مگر چند فٹ کے فاصلہ تک جانے کے
بعد واپس تیرتا ہوُا کنارے پر آ لگا ——— اُسے
بار بار کہا گیا کہ آگے بڑھے لیکن وہ آگے نہ جا سکا۔
ہنگامۂ محشر بپا تھا، کرب انگیز شور ہی شور تھا ———
ہر کسی کی یہ دلی امنگ تھی کہ لڑکا بچ جائے لیکن یہ تڑپ
صرف زبان و دل تک ہی محدود تھی ——— موت
کے ساتھ پنجہ آزمائی کرنے کے لئے کوئی بھی تیار نہ تھا!

بھاگتے ہوئے مَیں نے دھوبی سے پُوچھا کہ جس
جگہ یہ لڑکا ڈوبا ہے یہاں پانی کتنا گہرا ہوگا؟ ———
اُس نے کہا یہ وہی جگہ ہے جہاں دو انسانوں (جن کے
اُس نے نام بھی بتائے) نے ڈوب کر زندگی کے رشتہ
کو ہمیشہ کے لیے توڑ دیا تھا اور جس کی گہرائی کا کوئی
پتہ ہی نہیں ہے۔ مَیں نے دھوبی سے کہا کہ مجھ سے
یہ برداشت نہیں ہو سکے گا کہ کوئی انسان میرے سامنے
ڈوب کر مر جائے اور مَیں محوِ تماشا رہوں ——— وہ
مجھے سمجھانے لگا کہ تم بھی ڈوب کر مر جاؤ گے اور
اس پانی میں کبھی نہ بچ سکو گے ——— مَیں نے کہا کہ یہ
میرے لئے اس سے نسبتاً آسان ہے کہ مَیں کسی انسان
کو کھڑا مرتے دیکھتا رہوں۔

مَیں نے جوش کے عالم میں اور وقت
کی نزاکت کے پیشِ نظر گریبان چاک کر قمیص اُتار دی
اور کلمہ طیبہ پڑھ کر پانی میں کُود گیا۔ تیرتے تیرتے اندازاً
اُس جگہ پہنچا جہاں میرا خیال تھا کہ لڑکا یہاں ہوگا۔
وہاں مَیں نے غوطہ لگایا۔ پانی کے اندر تین چار فٹ
تک پہنچا تھا کہ اتفاقاً لڑکے کی گردن میرے ہاتھ میں
آ گئی ——— مَیں اُس کو اُٹھا کر پانی کی سطح پر آ گیا ———
دفعتاً میرے ذہن میں آیا کہ پچھلے کنارے سے اگلا
کنارا قدرے نزدیک ہے ——— ایک بازو سے
لڑکے کو اُٹھا کر دوسرے ایک ہی بازو سے تیرنا
شروع کر دیا۔

جب لڑکے کو پانی سے نکالا تو اُس کا سانس
بند تھا۔ مَیں نے سمجھ لیا کہ مر چکا ہے ——— کنارے
کے قریب آ کر اُس نے مدھم سی "ہُوں" کی آواز نکالی۔
اُمید ہوئی کہ لڑکا بچ جائے گا۔ لیکن اِس دَوران
وہ ایک بازو جو میرا اور لڑکے کا بوجھ اٹھا کر پانی کی
لہروں کا مقابلہ کر رہا تھا پھُول کر شل ہو چکا تھا کہ
اچانک غوطہ آ گیا۔ لڑکے کو لے کر پانی کی سطح پر اُبھرا،
حواس درست کر کے خود کو سنبھالا اور کنارے کی
طرف بڑھنا شروع کیا ——— اِس جانکاہ تکلیف
کے باوجود اور ایک کارِ خیر ہونے کی وجہ سے دل میں
گونہ سکینت اور جرأت موجزن تھا۔

کنارے سے جب سات آٹھ فٹ کے فاصلہ
پر رہ گیا ——— ایک دیہاتی نوجوان بھاگتا ہوُا
دریا کے بیلہ (جنگل) سے وارد ہوُا۔ ایک لمبی لاٹھی
بڑھائی کہ مَیں پکڑ لوں اور وہ مجھے باہر کھینچ لے۔
مَیں نے محسوس کیا کہ میرے بازو میں اب اتنی طاقت
نہیں، ساتھ ہی کنارے کے پاس بھی تین تین چار چار
آدمی گہرا پانی تھا پھر لڑکے چھوٹ جانے کا اندیشہ
بھی تھا ——— مَیں نے کہا تم لاٹھی پیچھے کر لو مَیں خود
ہی کنارے پر پہنچ جاؤں گا ——— لڑکے کو کنارے

لا ڈالا مگر میرے حواس بجا نہ تھے ـــــــ آنکھوں کے سامنے اندھیرا معلوم ہوتا تھا۔ کپڑا ایک طرف ہٹ کر بیٹھ گیا۔ چند منٹ کے بعد اُٹھا تو دیکھا کہ وہ نوجوان لڑکے کو کبھی کندھے پر ڈالتا اور کبھی بازوؤں پر پھیلاتا تاکہ اُس کے پیٹ سے پانی نکلے، لیکن اُس کے پیٹ سے جو پھول کر مشک کی طرح ہو چکا تھا پانی نہیں نکلتا تھا ـــــــ میں نے لڑکے کو اُٹھا کر نوجوان کی ران آگے کر کے اُس پر رکھا بیٹھ اور گردن کے قریب ہاتھ رکھ کر خاص ترکیب سے دبایا پانی "بق بق" کرتا ہوا اُس کے پیٹ سے نکلتا چلا گیا ـــــــ جوں جوں پانی نکلتا گیا لڑکے کا سانس قدرے آسانی سے چلنا شروع ہو گیا اور ہوش آیا۔ تھوڑی دیر بعد "ہوں ہاں" کر کے کچھ بولنے بھی لگا ـــــــ اوپر جا کر جہاں دریا کا پانی کم گہرا تھا وہاں سے گزارا اور اُس کے گاؤں والوں کو جو خوشی اور تشکر و امتنان کے جذبات سے نعرے لگا رہے تھے سپرد کر دیا۔

یہ میری زندگی کا ایک اہم واقعہ ہے جسے میں بھول نہیں سکتا۔ (سعید احمد غازی)

(۲) "دو رکعت کے امام"

چند دنوں کی بات ہے کہ ایک شام دیکھا کہ بہشتی مقبرہ سے متصل غیر احمدی اصحاب کے قبرستان میں کسی کے جسدِ خاکی کو سپردِ خاک کیا جا رہا ہے۔ اظہارِ ہمدردی کی نیت اور اُن کی آخری رسوم کا مطالعہ کرنے کے لئے وہاں چلا گیا۔ نعش لحد میں اتاری جا چکی تھی اور لحد کو جو کافی گہری اور فراخ تھی۔ دیہاتی طریقے کے مطابق مٹی کے پختہ گھڑوں سے بند کیا گیا اور بعد ازاں گارے سے اُسے لیپ دیا گیا۔ اس مرحلہ پر دیہاتی عورتیں بین ڈالتی ہوئی اپنے گھروں کو چل دیں۔ گاؤں کے مولوی صاحب جنہیں دیہاتی "میاں" کہہ کر یاد کرتے ہیں قبر کے ایک سرے پر میت والی چارپائی پر پڑے ہوئے سفید کپڑے کو دیکھ کر نہ جانے کیا سوچ رہے تھے۔ میری توجہ کا مرکز یہی مولوی صاحب تھے۔ دیگر لواحقین اور غمگسار بھی قبر کے چاروں طرف کھڑے تھے ـــــــ اور لحد کو مٹی دینے کا مرحلہ آ پہنچا۔ اتنے میں ایک دیہاتی نے "میاں" صاحب کو بڑی ترش روئی سے مخاطب کرتے ہوئے کہا:۔

"میاں! کچھ پڑھ کے بخشوادی
یا صرف مفت دیاں روٹیاں ای
لیندا رہندا ایں؟"[1]

دوسروں نے تائید کی۔ میں نے دیکھا کہ بعض کی نگاہوں سے شعلے بلند ہو رہے تھے اور بعض کے لبوں پر تمسخر و استہزاء کی ہنسی تھی ـــــــ!

---

[1] مطلب:۔ میاں صاحب! مُردے کی بخشش و مغفرت کے لئے کچھ دم درود پڑھیے یا صرف گاؤں کی روٹیاں سمیٹنے سے ہی آپ کو دلچسپی ہے۔

اس اچانک یورش پر مولوی صاحب کے
خیالات کا تانا بانا ٹوٹ گیا اور ان کے سادہ و غریب
چہرے پر زردی کی خزاں چھا گئی۔ رنگِ بہار
جاتا رہا اور وہ کچھ نہ کہہ سکے !! میں دیر تک سوچتا
رہا کہ اسلام کی کیا حالت ہو گئی ہے۔ عمر بھر عمل کی
کوئی ضرورت نہیں۔ آخری وقت گور کنارے
کھڑے ہو کر "بخشوانے" کا خوشگوار فرض
گاؤں کے میاں صاحب ادا کرنے کے لئے خیر سے
موجود ہیں ——— اور یہ مقبولانِ بارگاہِ الٰہی دیہاتوں
میں دو رکعت کے امام ہیں۔ جن کا گزارہ گاؤں کے
لوگوں کی روٹیوں پر ہوتا ہے۔ اس وجہ سے ان کی نگاہ
میں "عالمِ دین" کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔ اور دوسری
طرف عالمِ دین کی عزتِ نفس کا یہ حال ہے کہ محتاج
اور دست نگر ہونے کی وجہ سے اپنے آقاؤں کی تلخ
کلامی اور غیظ و غضب کو برداشت کرنے پر مجبور
ہے ——— میں اس المیہ ڈرامے کا یہ مکالمہ سننے
کے بعد شدتِ الم کے باعث وہاں زیادہ دیر تک
نہ ٹھہر سکا اور غالب کو یاد کر کے چل پڑا ؎

کتنے شیریں ہیں تیرے لب کہ رقیب
گالیاں کھا کے بے مزا نہ ہوا

(لطف الرحمٰن محمود)

۳۔ خدا کی قدرت

خاکسار کے دواخانہ کے ساتھ ہی بازار میں
ایک غیر احمدی دوست جن کا نام مبارک علی پراچہ تھا،
بچوں کے ریڈی میڈ کپڑے اور دھوتیاں وغیرہ کی
فروخت کا کام کرتے تھے ایک مرتبہ خاکسار کو کہنے
لگے کہ ڈاکٹر صاحب! میں اپنا کپڑا آپ کے دواخانہ
میں رکھ دیا کروں گا۔ میں نے جواب دیا بہت اچھا۔
دوسرے دن کہنے لگے کہ آپ کے دواخانہ کا تالہ
صرف ایک ہی ہے اس لئے ڈر لگتا ہے میں نے انہیں
جواب دیا کہ اصل حفاظت تو اللہ تعالیٰ کی ہی ہوتی
ہے تالے کیا کر سکتے ہیں۔ تالے تو شریفوں کے لئے
ہوتے ہیں نہ کہ چوروں کے لئے۔ ہماری اس گفتگو
کو ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ کوئی شخص انہی
صاحب کی آنکھوں کے سامنے سے بچوں کی فراکوں کا
ایک بنڈل اٹھا کر لے گیا اور انہیں اس کا علم ہی نہ
ہوا۔ مجھے اس واقعہ میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور
اس کی صفتِ حفیظ کی ایک عجیب شان نظر آئی اور
میں نے اسی وقت یہ واقعہ اپنی ڈائری میں نوٹ
کر لیا اور آج قارئینِ خالد کی نذر ہے۔

والسلام
خاکسار
سلیم احمد خلیل

(۴) جیسے کو تیسا

یہ عاجز سال ۱۹۰۶ء میں سرگودھا نہر کے
گرانہ سب ڈویژن میں اوورسیر تھا۔ اس زمانے میں انگریزی

راج کا یہ دستور تھا کہ گورنمنٹ انگریزی کی سلطنت میں انگریزی رسالوں کے واسطے گھوڑے درکار تھے اور ان گھوڑوں کو مہیا کرنے کے واسطے سرکار انگریزی ایک زمیندار گھوڑی پال کو زمین کا ایک مربعہ دیا کرتی تھی جو اپنی گھوڑیاں پال پوس کر اُن کے وچھیرے گورنمنٹ انگریزی کو رسالوں کے لئے دیا کرتے تھے اور زمین کے مربعے دینے والا افسر انگریز ہوتا تھا جس کے پاس زمیندار اپنی اپنی گھوڑیاں دکھا کر مربعہ زمین کا اُس انگریز سے اپنی کاشت کے لئے لیتے تھے اور اُس مربعے زمین میں کاشت کر کے اپنے بال بچے کا گزارہ کرتے تھے۔

سرگودہا کے علاقہ کے جولاہوں کی ایک جماعت نے اپنے آپ کو چالاک اور ہوشیار جان کر آپس میں فیصلہ کیا کہ مربعے دینے والے انگریز افسر کو کیا معلوم ہوگا کہ گھوڑیوں کی ایک اور بھی قسم ہے جن کے اُوپر جولاہے اپنی اپنی تانیاں پھیلا کر کچ پھیرتے ہیں اسلئے وہ جولاہے اپنی لکڑی کی گھوڑیاں اس انگریز افسر زمین کے مربعے دینے والے کے پاس لیکر چلے گئے۔ اور اس کے بنگلے کے باہر وہ لکڑی کی گھوڑیاں کھڑی کر دیں۔ اس انگریز افسر نے اُن سے پوچھا کہ تم کیا مانگتے ہو؟ اُن جولاہوں نے جواب دیا حضور ہم گھوڑیوں کے مربعے لینے آئے ہیں۔ صاحب بہادر نے کہا کہ پھر گھوڑیاں کہاں ہیں؟ اُن جولاہوں نے کہا بنگلہ کے باہر ہماری گھوڑیاں کھڑی ہیں۔ صاحب بہادر ان جولاہوں سے بھی چالاک تھا جو سات سمندر پار سے آیا ہوا تھا۔ اُس نے اپنے بیرے کو دو روپے دے کر سرگودہا میں بھیجا کہ سرگودہا کے بازار سے دو روپے کے مربّے آم کا مربّہ، بہی کا مربّہ، ہرڑ کا مربّہ لے آؤ۔ یہ سُن کر صاحب کا بیرہ سرگودہا سے مربّوں والی دکان سے وہ مربّے لے آیا۔ اور صاحب بہادر کی خدمت میں وہ مربّے پیش کر دیئے۔ تو صاحب بہادر نے جتنی جتنی کسی جولاہے کی گھوڑیاں تھیں اُن میں وہ مربّے تقسیم کر دیئے۔ اور جولاہوں کو کہا کہ بے جان گھوڑیوں کے یہ مربّے ہیں۔ اگر جاندار گھوڑیاں لاؤ گے تو زمین کے مربّے اُن جاندار گھوڑیوں کے ملیں گے۔ جولاہے یہ مربّے لے کر سخت شرمندہ ہو کر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔

والسلام

حاجی محمد فاضل عفی عنہ

"احادیث الاخلاق"

اخلاق کے متعلق احادیث کا یہ مجموعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کے ماتحت محترم مولانا غلام باری صاحب سیف نے مرتب فرمایا تھا۔ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے ملاحظہ فرمانے کے بعد خوشنودی کا اظہار فرمایا تھا۔

عرصہ سے یہ مفید کتاب نایاب تھی اب شعبہ تعلیم نے اسے دوبارہ نئے اضافوں کے ساتھ شائع کر کے خدام پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ کتاب کی قیمت بھی لاگت کے برابر ہے۔ عمدہ کاغذ اور قیمت صرف ۱/۲۵۔ مجالس کو چاہیئے کہ وہ جلد یہ کتاب مرکز سے حاصل کر لیں ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔

(ایڈیٹر)

مکرم محمد ابراہیم صاحب شاد

غزل

وہ خواب میں گو آئے مگر آ تو گئے ہیں
بیمارِ محبّت کو مسیحا تو مِلے ہیں

کچھ ایسا شہِ حُسن سے مرعوب ہُوا ہیں
گویا کہ شبِ وصل مرے ہونٹ سِلے ہیں

آئی جو تری یاد مجھے صحنِ چمن میں
پھُولوں کے تبسّم سے مرے زخم چھِلے ہیں

اک درد ہے اک سوز ہے اک جوشِ جنوں ہے
یہ میرے لئے تیری محبّت کے صِلے ہیں

ہُوں میں بھی غلط کار مگر رنج و مصائب
اے گردشِ ایّام! مجھے تجھ سے مِلے ہیں

ہاتھ اپنا ہی کوتاہ۔ نظر اپنی ہی محدود
پھُول اُن کے تجمّل کے تو ہر سمت کھِلے ہیں

دل شاد ہے ہر حال میں راضی برضا ہوں
دِلدار سے اپنے مجھے شکوے نہ گِلے ہیں

ماخوذ

بہرے گونگے افراد زیادہ مستعد ہوتے ہیں

معذوروں کے صف میں گونگے بہرے افراد کو زمانے نے ہمیشہ غلط سمجھا۔ ان کی معذوری کو کبھی اہمیت نہ دی۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ گونگے بہرے افراد دیگر معذوروں کے مقابلہ میں اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے اور اپنی روزی آپ کما کھانے کے زیادہ اہل ہیں۔ کام میں انہیں مسرت، سکون اور اپنے خوابوں کی تعبیر نظر آتی ہے۔۔۔۔۔

تجربے اور مشاہدات نے اس بات کو بھی غلط ثابت کر دیا کہ بہرے افراد حادثات کا زیادہ شکار ہوتے ہیں۔ چیکوسلاوکیہ کے مسٹر جے نیوڈلف کے قول کے مطابق کام کرنے والے بہرے گونگے زیادہ چوکنے، مستعد اور چابک دست ہوتے ہیں چیکوسلاوکیہ ایسا ملک ہے جہاں ایک بھی بہرہ گونگا بے روزگار نہیں ہے۔ یہ امر دلچسپی سے خالی نہیں کہ امریکہ میں بہرے گونگے کارکنوں کی اوسط ماہوار آمدنی عام لوگوں کے مقابلہ میں زیادہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بہرے گونگے دل جمعی سے کام کرتے ہیں۔ ناغے کم کرتے ہیں۔ قناعت پسند ہوتے ہیں۔ ایک پیشہ اختیار کرنے کے بعد نہ تو اُسے جلد تبدیل کرتے نہ ہی جلد چھوڑتے ہیں۔

پہلی اور دوسری جنگ عظیم نے بہرے گونگے افراد کے لئے ملازمت کے دروازے کھول دیئے اور تجربے نے بتایا کہ سماعت سے معذوری اُن کی کارکردگی میں حائل نہیں ہوتی۔ امریکہ کی شہرہ آفاق فرم فائرسٹون ٹائر اینڈ ربڑ کمپنی نے تقریباً ایک درجن سینئر گریڈ کے کیمسٹ بہرے گونگے افراد رکھے ہیں۔ اس کمپنی میں ہوائی جہاز کے پنکھے بنانے میں ان حضرات نے ایک ریکارڈ قائم کیا ہے۔ شاید یہ بات بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ امریکہ میں ۲۷۰ ایسے پیشے ہیں جن میں سماعت سے محروم افراد کام کر رہے ہیں۔ امریکہ میں ۱۰ بہرے گونگوں میں سے ۸ بہرے گونگے ضرور برسر کار ہیں۔ دس ہزار کو اگر ایک اکائی قرار دیں تو اس نسبت سے ان کی پیشہ وارانہ تقسیم مندرجہ ذیل ہے۔ ٹیکنیکل کام ۵۲۸۔ آفیسر اور مالک کی حیثیت سے ۲۵۲۔ دفتری کام ۱۱۴۔ ہنرمند کارکن ۲۸۴۹۔ پرنٹنگ میں ماہر کی حیثیت سے ۱۱۳۲۔ مشینوں پر کام کرنے کی حیثیت سے ۲۷۸۹۔ مزدور کی حیثیت سے ۲۰۸۔

آنکھیں کان کا بھی کام دیتی ہیں

بہرے گونگے کارکنوں کی کامیابی کا راز اس

امر بھی مسلم ہے کہ ان کی آنکھیں بے پناہ روشن، محتاط اور کان کی جگہ کام کرنے والی ہوتی ہیں مشینوں کی گڑگڑاہٹ اور شور میں بہرے گونگے سکون اور اطمینان سے دل لگا کر کام کرتے ہیں۔ آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ بہرے گونگے دنیا کے محفوظ ترین ڈرائیور ہیں۔ رومانیہ میں بہرے افراد ٹریفک کے کنسٹیبل مقرر کئے گئے ہیں تاکہ خلاف ورزی کرنے والوں کی کاروں کا نمبر نوٹ کرلیں اور زیادہ باتیں نہ کریں۔ سویڈن کے مسٹر گوروان ٹکلم کے قول کے مطابق بہرے گونگوں کے لئے الیکٹرک ویلڈنگ کا پیشہ ایک طرف دلچسپ دوسری طرف موزوں آمدنی کا ذریعہ ہے۔ سویڈن کے سب سے بڑے جہاز سازی کے کارخانے واقع گاٹوکن میں ۲۳ بہرے گونگے ویلڈر کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔

امریکہ میں معذوروں کی آبادکاری کے لئے حکومت کی طرف سے ایک محکمہ قائم ہے جس کا نام سٹیٹ ووکیشنل ری ہیبلی ٹیشن ایجنسی ہے۔ یہ ایجنسی بہرے گونگوں کے لئے مندرجہ ذیل سہولتیں فراہم کرتی ہے۔ مثلاً انفرادی مشورہ اور رہنمائی، ہر قسم کی طبی امداد، آلۂ سماعت کی مفت فراہمی، ملازمت سے متعلق مفت ٹریننگ، ملازمت دلانا، کام کے سلسلہ ہر قسم کے اوزار کی فراہمی، بزنس کے لئے لائسنس دلانا اور ملازمت یا کاروبار کے بعد متواتر ان کی خبر رکھنا۔

امریکہ کے بعد روس دوسرا بڑا ملک ہے جہاں بہرے گونگوں کو اسی قسم کی سہولتیں دی جاتی ہیں ۱۹۳۰ کے بعد روس میں گونگے بہروں کے لئے بیکاری کا مسئلہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا گیا۔ وہاں ۴۰ % فیصدی افراد صنعتی اداروں میں کام کرتے ہیں اور ۶۰ فیصدی زراعت میں۔

یوگوسلاویہ میں بہرے گونگوں کی قومی فیڈریشن قائم ہے۔ اس فیڈریشن نے اپنے ورکشاپ قائم کئے ہیں جن کی تعداد ۴۴ ہے۔ جہاں گونگے بہرے افراد کو ہر قسم کی فنی تربیت دی جاتی ہے۔ حکومت بلغاریہ نے ۱۹۵۶ء میں بہرے گونگوں کی آبادی کے لئے ایک مخصوص صنعتی ادارہ قائم کیا ہے جس کا ہیڈکوارٹر صوفیہ میں ہے۔ جہاں سینکڑوں گونگے بہرے افراد ملازم ہیں۔

دنیا کے تمام ترقی یافتہ ممالک نے ان تمام سہولتوں کی فراہمی کے علاوہ ان کی آبادی سے متعلق قوانین بھی پاس کئے ہیں تاکہ ضرورت کے مطابق قانون کی مدد سے فیکٹری یا کارخانہ میں ملازمت دلائی جا سکے۔

بہروں کے لئے قانونی تحفظات

اٹلی میں قانون کی دفعہ ۳۰۸ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۵۸ء کی رو سے تمام فیکٹریوں میں ۲ % فیصدی اسامیاں بہرے گونگے فنکاروں سے پر کی جانی لازمی ہیں۔ اگر کسی اسامی کے لئے موزوں گونگا بہرہ امیدوار موجود نہ ہو تو جگہ خالی رکھی جاتی ہے۔ انگلستان میں معذور افراد کی آبادی سے متعلق قانون ۱۹۴۴ء میں پاس کیا گیا جس کی رو سے ورکشاپ وغیرہ میں کچھ فیصدی اسامیاں معذوروں سے پر کی جانی لازمی قرار

دی گئی ہیں۔

فرانس نے ۲۳ نومبر ۱۹۵۰ء کو ایک نیا قانون پاس کیا جس کی رُو سے جدید فنی ٹریننگ دینے کے بعد ملازمت کا انتظام کیا جاتا ہے۔ جو عام کارخانوں میں کام نہیں کر سکتے انہیں جدید اور مخصوص قسم کے ورکشاپ میں جگہ دی جاتی ہے۔ جہاں عام افراد نہیں رکھ سکتے۔

فیڈرل ری پبلک آف جرمنی نے ۲۷ فروری ۱۹۵۷ء کو ایک قانون پاس کیا جس کی رُو سے معذوروں کو ہر قسم کی سہولتیں اور امداد دی جانی لازمی قرار دی گئی۔

ہمارے پڑوسی ملک بھارت نے ۲۹ جولائی کو ایک سرکلر جاری کیا جس کی رُو سے درجہ سوم اور درجہ چہارم کی اسامیوں پر بہرے گونگے افراد ملازم رکھے جانے کی ہدایت کی اور انہیں ٹیکنیکل اداروں میں تربیت کے لئے سفارش کی گئی ہے۔

پاکستان میں بہروں کی امداد

ہمارے ملک میں بھی اس کی ابتدا ہو چکی ہے ۱۹۶۲ء سے کراچی میں ایک ریڈی میڈ کپڑا بنانے کی فیکٹری قائم ہے۔ یہاں بالغ بہرے گونگے خود کام کرتے ہیں اور منافع میں بھی حصہ دار ہیں۔ لاہور میں گنگ محل زیر تعمیر ہے۔

ہمارے ملک میں بنیادی جمہوریت کا تجربہ بہت کامیاب رہا ہے۔ ملک کے بیشتر سماجی مسائل بنیادی جمہوریت کے ذریعہ حل کئے جا رہے ہیں۔ اس نظام کے ذریعہ سماعت سے معذور افراد کی آبادکاری کا مسئلہ حل کیا جا سکتا ہے۔ یونین کونسل کی سطح پر سماعت سے معذور افراد کے مسائل خواہ تعلیمی ہوں یا آبادکاری سے متعلق ہوں آسانی سے حل کئے جا سکتے ہیں۔ ہر یونین کونسل اپنے دائرہ اختیار میں ہر قسم کے سماجی، اقتصادی اور تعلیمی ترقی کی ذمہ دار ہے۔ صرف ضرورت توجہ کی ہے۔ میرے خیال میں مندرجہ ذیل تجاویز پر اگر عمل کیا جائے تو اس طرح ملک کے ہزاروں سماعت سے معذور افراد خود کفیل بن سکتے ہیں اور ملک و قوم کے لئے ایک باشعور شہری کا ثبوت دے سکتے ہیں۔

۱۔ ہر یونین کونسل کی تعلیمی کمیٹی معذوروں کا سروے کرے اور یہ دیکھے کہ سماعت سے معذور افراد کتنے ہیں اور کس عمر میں ہیں۔

۲۔ ہر ضلع کونسل میں بہرے بچوں کے لئے ایک سکول کھولا جائے جہاں جدید صنعتی شعبے قائم کئے جائیں اور اخراجات تمام یونین کونسلوں سے پورے کئے جائیں۔

۳۔ ہر ضلع کونسل میں ایک ایسی کمیٹی تشکیل کی جائے جو فارغ التحصیل یا ضرورت مند بہرے فن کار کو ملازمت دلانے، روزگار مہیا کرنے وغیرہ میں مدد کرے اور باقاعدہ رجسٹر رکھے۔

۴۔ کھیل کود اور اس قسم کے دیگر سماجی مشاغل

میں بہروں کو ساتھ لیا جائے۔

۵۔ سکولوں میں کتابی تعلیم کے ساتھ ساتھ ملکی ضرورت کے مطابق جدید ٹیکنیکل ٹریننگ کا بھی انتظام ہو۔ ان کی ملازمتوں کے سلسلے میں دوسرے ممالک کی طرح قانون پاس کئے جائیں۔ عالمی ادارہ بہبودی اطفال اور عالمی ادارہ محنت ایسے عالمی اداروں کی مدد سے ووکیشنل سنٹر کھولے جائیں۔

۶۔ وہ گونگے بہرے جو کہیں نہ کھپ سکیں۔ ان کے جداگانہ ورکشاپ قائم کئے جائیں۔

۷۔ ان سب سے پہلے ایک سنٹر قائم کیا جائے جہاں ان کی رہنمائی اور اعداد اور معلومات کے لئے تجربہ کار رہنما موجود ہوں جو ان کے سماجی اور اقتصادی مسائل کو حل کرنے میں مدد دیں ✦

(امروز لاہور ۳۱ر جولائی ۱۹۶۶ء)

یاد رکھیں!

● رسالہ کے لئے مضامین ہر ماہ کی ۱۲ تاریخ تک ایڈیٹر کے پاس آجانے چاہئیں۔

● جواب طلب امور کے لئے جوابی لفافہ یا ۱۵ پیسے کا ٹکٹ بھیجئے۔

(ایڈیٹر)

دنیا کا معمر ترین انسان

(بقیہ صفحہ ۳۷)

شیر علی معتدل مزاج ہیں۔ غصہ، حسد اور اعصابی کمزوری کس کو کہتے ہیں اس سے وہ بالکل واقف نہیں۔ شیر علی اپنی جوانی میں اچھے گھڑسوار تھے۔

شیر علی صبح پانچ بجے اٹھتے ہیں اور ہلکا پھلکا سا ناشتہ کرتے ہیں۔ کام کے دوران آٹھ بجے آرام کرنے کے لئے لیٹ جاتے ہیں۔ دوپہر کو ایک بجے وہ کھانا کھاتے ہیں اور رات کو جلد ہی بستر پر دراز ہو جاتے ہیں۔

شیر علی کو ریڈیو سننے کا بہت شوق ہے۔ وہ موسیقی کے دلدادہ ہیں۔ زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ شیر علی آذربائیجان کی راجدھانی باکو جانے کے لئے اپنے پہاڑی گاؤں سے نیچے اترے تھے۔ انہوں نے ساٹھ کلومیٹر لنکوران تک کا فاصلہ گھوڑے پر طے کیا اور وہاں سے ٹرین میں باکو گئے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب ان کے پڑپوتے نے آذربائیجان کے تدریسی انسٹی ٹیوٹ میں شرکت کے لئے درخواست دی تھی۔ انہوں نے وہاں کوئی بھی سواری استعمال کرنے سے انکار کر دیا اور باکو میں پیدل چلتے رہے۔ جن ڈاکٹروں نے ان کا معائنہ کیا انہوں نے دیکھا کہ یہ بوڑھا شخص بالکل صحتمند ہے۔ ان کو مصنوعی دانتوں کا جوڑا اور ایک نیا سوٹ دیا گیا۔ ان کو ٹیلی ویژن کے متعلق بتایا گیا اس وقت سے وہ ٹیلی ویژن کے دلدادہ بن گئے۔ (مرسلہ مرزا ظفر احمد ربوہ)

صحت

دُنیا کا معمّر ترین انسان!

روس کے شیر علی مسلم (مسلموف) کی عمر ۱۶۱ برس ہے وہ لرمنتوف سے بھی پہلے پیدا ہوا تھا جبکہ پشکن کی عمر صرف چھ برس تھی۔ اس کا گاؤں براز دو بلند پہاڑیوں پر واقع ہے۔ شیر علی مسلم ایک دو منزلہ مکان میں رہتا ہے جس کے کئی کمرے ہیں اور رلوریج ہے۔ اس مکان کی پہلی منزل پر چائے سپلائی کی جاتی ہے۔ اور نیچے کی منزل میں ایک چھوٹا سا دیہی سٹور ہے۔ اس سے ملنے کے لئے گھر پر کئی لوگ آتے ہیں۔ ایک سو ساٹھ برس تک زندہ رہنا کون نہیں چاہتا۔ لوگ اس سے "طویل عمری" کے راز معلوم کرنے آتے ہیں۔

یہ بوڑھے میاں "باہر کی دنیا" سے خوب خط و کتابت کرتے ہیں۔ اپنی جوانی میں وہ اپنے والد کے ہمراہ ایران گئے تھے۔ اس کے بعد سے وہ اپنے پہاڑی پیدائشی گاؤں سے باہر کبھی نہیں گئے۔ ان کو متعدد دعوت نامے موصول ہوتے رہتے ہیں لیکن وہ کہیں باہر نہیں جاتے۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ موٹریں ان کو پسند نہیں جو بیمار ڈال دیتی ہیں۔ پٹرول کی بو بھی ان کو ناگوار ہے۔ جب شیر علی کو بھارت آنے کی دعوت دی گئی تو انہوں نے کہا کہ وہ بھارت آئیں گے بشرطیکہ اُن کو ایسا اچھا گھوڑا دیا جائے جو اتنا طویل سفر کر سکے۔ شیر علی کا حافظہ تیز ہے ایک سو سال پرانے واقعات انہیں مفصل یاد ہیں۔

وہ اتنی لمبی عمر کو کس طرح پہنچے۔ شیر علی کی رائے میں طویل عمری کا راز براز دو کی پاکیزہ صحت بخش ہوا اور اچھے پانی میں پوشیدہ ہے مگر محنت کے بغیر یہ دونوں چیزیں ناکافی تھیں۔ وہ ابتدائی بچپن سے اب تک کام کرتے رہتے ہیں۔ چالیس برس بیشتر انہوں نے گاؤں کے دوسرے تمام لوگوں کے ساتھ اجتماعی فارم میں کام کیا تھا۔ وہ گلہ بانی کرتے تھے اور بٹائی پر بھیڑیں پالتے تھے۔ آج بھی جبکہ وہ اپنی پنشن کی رقم پر اچھی طرح گزارہ کر سکتے ہیں۔ شیر علی نے اجتماعی فارم کے کاشتکاروں کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ ان کو چوکیداری کی حیثیت سے کام کرنے دیا جائے۔ وہ خچر پر سواری کرتے ہیں اور اکثر بر تک پیدل جاتے ہیں جو تیز پہاڑی ڈھلوان پر ۱۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ شیر علی کا دعویٰ ہے کہ براز دو کا کوئی آدمی اگر تیس برس کی عمر تک بیمار نہ پڑا ہو تو وہ سو برس تک زندہ رہ سکتا ہے بشرطیکہ وہ تمباکو یا الکحل ملے ہوئے مشروبات نہ استعمال کرے۔ پانچسو کی آبادی میں صرف تین افراد تمباکو نوشی کرتے ہیں۔

مرکزی اعلانات

مجالس خدام الاحمدیہ کی توجہ کے لئے

روزنامہ الفضل میں دو بار اعلان شائع ہو چکا ہے کہ مجالس خدام الاحمدیہ شعبۂ خدمتِ خلق سے متعلق تفصیلی رپورٹ ارسال کیا کریں۔ مجالس کی راہنمائی کے لئے ایک مختصر سا خاکہ پیش کیا جاتا ہے۔ آئندہ مجالس اس کی روشنی میں مفصل رپورٹ بھجوائیں۔ اس کے مطابق اپنے پروگرام متعین کریں اور تمام نوجوانوں میں خدمتِ خلق کا غیر معمولی جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

(۱) خدمت خلق سے متعلق اپنی مجالس میں تقاریر کا اہتمام کیا جائے۔

(۲) تمام ضرورتمندوں کی ضروریات بلا تمیز مذہب وملت پوری کی جائیں۔

(۳) بیماروں، معذوروں، یتامیٰ، مساکین اور بیوگان کی امداد کی جائے۔

(۴) ہسپتالوں میں وفود بھیج کر تیمارداری کی جائے اور حسبِ توفیق خدمت کی جائے۔

(۵) رفاہی اداروں سے رابطہ قائم کر کے عوام کی فلاح وبہبود کا پروگرام مرتب کیا جائے۔

(۶) انفرادی طور پر مریضوں کی تیمارداری کی جائے۔

(۷) ہنگامی حالات مثلاً بارش، سیلاب، جنگ وغیرہ کے مواقع پر حکام سے بھرپور تعاون کر کے عوام کی خدمت کی جائے۔

(۸) معذور، بیکار، مساکین وغیرہ کے مکمل کوائف ریکارڈ کئے جائیں اور حسب توفیق ان کی امداد کی جائے۔

(۹) کالج اور سکول کے نتائج کے اعلان کے بعد مخیر طلبہ سے کتب وصول کر کے غریب طلبہ میں تقسیم کی جائیں۔

(۱۰) سفر کے دوران معذوروں اور بوڑھوں کو بیٹھنے کی جگہ دی جائے اور آرام پہنچایا جائے۔

(۱۱) راستوں سے پتھر، کانٹے، کانچ کے ٹکڑے اور نقصان رساں چیزیں دور کی جائیں۔

نائب مہتمم خدمت خلق خدام الاحمدیہ مرکزیہ

مجلس خوشاب کے "یوم تربیت" کا پروگرام

مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۶۶ء کو پروگرام کا آغاز صبح پونے تین بجے نماز تہجد سے ہوا۔ جس میں ۳۲ خدام و

اطفال شریک ہوئے۔ سوا چار بجے نماز فجر باجماعت ادا کی گئی۔ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد محترم حافظ عبدالکریم صاحب نے تفسیر کبیر سے درس قرآن پاک دیا۔ اس کے بعد پروگرام کے مطابق نصف گھنٹہ تک جملہ خدام و اطفال نے مسجد میں بیٹھ کر تلاوتِ قرآن پاک کی۔ ساڑھے سات بجے ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہو کر "ذکرِ الٰہی" شروع ہوا۔ نصف گھنٹہ تک خدام و اطفال نے نہایت خاموشی اور وقار کے ساتھ درود شریف، استغفار، تسبیح و تحمید کا ورد کیا۔

آٹھ سے نو بجے تک کا وقت "سیرۃ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم" کے لئے مقرر تھا۔ تمام حاضر خدام و اطفال نے سیرۃ نبی کریم پر ایک ایک واقعہ سنایا۔ بعد ازاں خاکسار نے "نبراس المومنین" سے حدیث شریف کا درس دیا جو کہ سوا نو بجے تک جاری رہا۔ اس کے بعد پندرہ منٹ تک خدام و اطفال نے اپنی مجلس، جماعت اور ذاتی ترقی کے بارے میں نہایت خاموشی کے ساتھ سوچ بچار کیا۔ ساڑھے نو بجے سے لیکر گیارہ بجے قبل دوپہر تک تقریری پروگرام جاری رہا۔ تین خدام نے علی الترتیب ختم نبوت، وفاتِ مسیح، صداقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوعات پر تقاریر کیں۔ باقی اطفال و خدام نے رسالہ جات تشحیذ الاذہان، خالد، سیرۃ خیر الرسل وغیرہ سے اقتباسات پڑھ کر سنائے۔ گیارہ بجے سے ایک بجے تک کھانا اور تیاری نمازِ جمعہ کے لئے وقفہ تھا۔ ایک بجے سے خدام و اطفال نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے مسجد میں آنے شروع ہو گئے۔ ڈیڑھ بجے خطبہ جمعہ شروع ہوا اور نماز جمعہ کی ادائیگی سے فارغ ہونے کے بعد پروگرام کے مطابق ٹھیک سوا دو بجے "ذکرِ الٰہی" شروع کیا گیا۔ خدام و اطفال نے نہایت خاموشی سے یہ وقت گزارا۔

بعد ازاں اڑھائی بجے سے ساڑھے تین بجے تک نظموں کا پروگرام رہا۔ جملہ خدام و اطفال نے درِ ثمین، کلامِ محمود، تشحیذ الاذہان سے نظمیں پڑھیں۔

۳-۳۰ تا ۴-۰۰ خدام و اطفال نے جو صبح کے وقت سوچا تھا اس کے متعلق انہوں نے بتایا۔ مثلاً ہر احمدی کو دین کو دنیا پر مقدم کرنا چاہیئے۔ ہر خادم اپنا عہد یاد کر کے اس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرے۔ جماعت کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دی جائے۔ جماعت کی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ ہر احمدی اپنی ذمہ داری کو سمجھے۔ وغیرہ وغیرہ

بعد ازاں ۴-۰۰ تا ۴-۴۵ خدام و اطفال کو دو حلقوں میں تقسیم کر کے بیت بازی کا مقابلہ کروایا گیا۔ جس میں دُرِّ ثمین، کلامِ محمود، قصیدہ وغیرہ سے اشعار پیش کئے گئے۔ یہ پروگرام بھی بڑا دلچسپ رہا۔ پانچ بجے نماز عصر باجماعت ادا کی گئی۔

سوا پانچ بجے بعد نماز عصر "واقعات" سنانے کا پروگرام شروع ہوا۔ خدام و اطفال نے اپنی اپنی

قبولیتِ دُعا، کسی غیراز جماعت دوست کو تبلیغ، سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے ملاقات، قبولیت احمدیت کے واقعات سُنائے۔ بعدازاں جملہ خدام و اطفال نے نماز مغرب باجماعت ادا کی۔

نماز کے بعد پروگرام کے مطابق "کُلُوا جمیعاً" کے تحت خدام و اطفال مسجد میں کھانا لائے اور اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھایا۔ اس کے بعد چونکہ نماز عشاء کو ابھی وقت تھا اس لئے کچھ خدام نے پھر اپنے ساتھ بیتے ہوئے واقعات متعلقہ احمدیت و اسلام سُنائے۔ پونے نو بجے خدام و اطفال نے نماز عشاء باجماعت ادا کی۔ اس کے بعد محترم حافظ عبدالکریم صاحب نے اجتماعی دعا کرائی۔ اس طرح مجلس خدام الاحمدیہ خوشاب کا "تربیتی پروگرام" جو صبح پونے تین بجے شروع ہوا تھا اٹھارہ گھنٹے جاری رہنے کے بعد بعد نماز عشاء نو بجے شب نہایت کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ فالحمد للہ۔

(عبد المنان قائد مجلس خدام الاحمدیہ خوشاب)

علاقائی اجتماع مجالسِ خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ
پشاور و ڈیرہ اسمٰعیل خان ڈویژن

مؤرخہ ۱۹ ۸/۶۶ کو بعد نماز جمعہ سالانہ اجتماع کا آغاز زیر صدارت محترم شمس الدین خان صاحب امیر علاقائی منعقد ہوا۔

پروگرام کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ جس کے بعد قائد صاحب علاقائی نے خدام سے ان کا عہد دہروایا۔ بعدازاں محترم امیر صاحب نے اپنے افتتاحی خطاب میں خدام کو قیمتی نصائح کرتے ہوئے فرمایا کہ ایسے اجتماعات کا صرف اسی صورت میں فائدہ ہو سکتا ہے جب یہاں پر جو باتیں سکھائی جاتی ہیں اُن پر پوری طرح عمل کیا جائے۔

بعدازاں یک انگریزی مباحثہ بعنوان "SCIENCE LEADS TO DESTRUCTION" منعقد ہوا جس میں دس مقررین نے حصہ لیا اور اپنے اپنے دلائل سے قرارداد کو واضح کیا۔

اس کے بعد خدام و اطفال کے مختلف ورزشی مقابلہ جات ہوئے جن میں کافی خدام نے حصہ لیا۔

پھر شام کے اجلاس میں مولانا غلام باری صاحب سیف نے "پیدائش انسانی کی غرض" کے عنوان پر ایک

بصیرت افروز لیکچر دیا۔ اس کے بعد خدام و اطفال کے تقریری مقابلہ جات ہوئے اور اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

مؤرخہ ۲۰ ۸/۶۶ کو صبح خدام و اطفال کے مختلف ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ ان میں کبڈی اور دوڑیں قابل ذکر ہیں۔ پھر پیغام رسانی، مقابلہ قرأت، مقابلہ نظم خوانی، مقابلہ فی البدیہہ تقاریر، مقابلہ مضمون نویسی، پرچہ ہائے دینی معلومات، مشاہدہ و معائنہ ہوا اور اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ شام کے وقت گولہ پھینکنا، سائیکل ریس اور رسہ کشی کا مقابلہ ہوا اور خدام نے ان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

شام کا اجلاس زیر صدارت حافظ محمد اعظم خان صاحب نسیم قائد علاقائی منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں حضرت صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ بھی تشریف فرما تھے۔ محترم صاحبزادہ صاحب نے سیرۃ النبیؐ کے موضوع پر ایک مبسوط اور مدلل تقریر فرمائی۔ آپ نے رسول کریمؐ کی سیرت کے مختلف پہلو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ تمام کمالات موجود ہیں جو پہلے نبیوں میں نہیں تھے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایسے مُردوں کو زندہ کیا جو بعد میں پھر فوت ہو گئے لیکن ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مُردے زندہ کئے جو تا قیامت زندہ ہیں۔ آپؐ ہی زندہ نبی ہیں اور آپؐ ہی کے فیضان سے تمام برکات حاصل ہو سکتی ہیں۔ آپؐ انسانِ کامل ہیں اور آپؐ نے اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق دونوں سے محبت کا سبق دیا۔ آپؐ کا وجود دوستوں، دشمنوں، رشتہ داروں، غیروں سب کے لئے باعثِ رحمت تھا۔ اور انہوں نے ہر شعبہ میں اپنی زندگی کا عملی نمونہ دکھایا۔ محترم صدر مجلس کی تقریر کے بعد اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

مؤرخہ ۲۱ ۸/۶۶ کے اجلاس میں معلوماتِ عامہ کا مقابلہ ہوا۔ پھر ایک اور مباحثہ ہوا جس کا عنوان تھا۔ "جنگ معاشرے کا ضروری جزو ہے"۔ نو مقررین نے اس میں حصہ لیا اور بڑے دلچسپ دلائل پیش کئے۔ اس کے بعد بہت سے خدام کے سوالات کا بزرگان کی طرف سے جواب دیا گیا۔ یہ پروگرام بھی بہت دلچسپی کا موجب ہوا۔

آج کا دوسرا اجلاس محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ قائد صاحب علاقائی نے اپنی رپورٹ پیش کی، اور بتایا کہ اس سال ہمیں ہر شعبہ میں خاص کامیابی ہوئی اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کے فضلوں کا نتیجہ ہے۔ بعد ازاں انعامات تقسیم کئے گئے۔

اختتامی تقریر میں محترم صدرِ مجلس نے نوجوانوں کو اللہ تعالیٰ پر توکل قائم رکھنے کی تلقین کی اور فرمایا کہ آپ اپنے اخلاق کو درست کریں اور دوسروں کے لئے نمونہ بنیں۔ آپ کو اور آپ کی اولادوں کو خدا تعالیٰ کے نور کو دنیا کے چپہ چپہ میں پھیلانا ہے اور اسلام کو دوسرے تمام مذاہب سے اعلیٰ و برتر ثابت کرنا ہے۔ آخر میں حضرت میاں صاحب نے دعا کرائی اور اجلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ (مبارک احمد منتظم اشاعت پانچواں سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ [illegible])

سوال و جواب

مسائل ــــ اور ــــ مشورے

سوال ۱: "غنم القوم" کا مسئلہ کیا ہے جس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ رسالہ دافع البلاء صلا پر فرماتے ہیں کہ اس میں حضرت داؤدؑ نے اجتہادی غلطی کی تھی مگر ان کے بیٹے سلیمانؑ کو خدا تعالیٰ نے اس کا فہم عطا کر دیا تھا۔ پورا واقعہ لکھئے؟ (نذیر احمد خادم)

جواب: قرآن کریم میں اس واقعہ کا ذکر سورۂ انبیاء میں حضرت داؤدؑ اور سلیمانؑ کے ذکر میں آتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔

وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ○ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا (آیت ۷۹-۸۰)

یعنی یاد کرو داؤد کو بھی اور سلیمان کو بھی جبکہ وہ دونوں ایک کھیتی کے جھگڑے میں فیصلہ کر رہے تھے اس وقت جبکہ ایک قوم کے عامی لوگ اس کو کھا گئے تھے یعنی تباہ کر گئے تھے اور ہم اُن کے فیصلہ کے گواہ تھے۔ ہم نے اصل معاملہ سلیمانؑ کو سمجھا دیا اور اس طرح آپ کی حکومت محفوظ ہو گئی۔"

بے شک سلیمانؑ اور داؤدؑ دونوں کو بادشاہت ملی تھی مگر اس بارہ میں حضرت سلیمانؑ کا طریق ٹھیک تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ حضرت داؤدؑ جنگی آدمی تھے اور انہوں نے ظالموں اور مفسدوں کو سخت سزائیں دی تھیں۔ حضرت سلیمانؑ کو اللہ تعالیٰ نے یہ فہم عطا فرمایا کہ اب ہمسایوں سے نرمی کرو تو اُن کی عداوت کم ہو جائے گی۔ چنانچہ آپ نے معاہدات سے کام لیا اور اس طرح تمام ہمسایہ اقوام سے اپنی مملکت کو بچا لیا۔ تو اس معاملہ میں چونکہ حضرت سلیمانؑ کا طریق ٹھیک تھا اسلئے حضرت داؤدؑ کے فیصلے کو حضورؑ نے اجتہادی غلطی قرار دیا ہے۔

باقی جہاں تک اجتہادی غلطی کا سوال ہے یہ کوئی قابلِ اعتراض امر نہیں۔ انبیاء سے اجتہادی غلطی کا صادر ہونا اُن کی بشریت کی دلیل ہے۔

سوال ۲: حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحفۃ الندوہ صٰ پر فرماتے ہیں کہ اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں۔" حضورؑ کے اس دعویٰ کو قرآن کریم سے ثابت کیجئے؟ (ر)

جواب ۱:- ابن مریم کے آنے سے مراد اس کے مثیل کا آنا ہے اور مثیل ابن مریم کے آنے کا ذکر اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں کئی جگہ فرمایا ہے چنانچہ فرماتا ہے:-

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ (الزخرف)

یعنی جب بھی ابن مریم کا واقعہ (قرآن میں) بیان کیا جاتا ہے تو تیری قوم اس بات پر شور مچانے لگ جاتی ہے۔"

اس آیت میں نہایت واضح طور پر اور صاف الفاظ میں ابن مریم کے دوبارہ آنے کا ذکر ہے اور بڑے واضح الفاظ میں آنے والے کو ابن مریم قرار دیا ہے۔ پس حضرت مسیح موعودؑ کے ابن مریم ہونے میں کوئی شک نہیں ہو سکتا۔

پھر سورۃ تحریم میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی مثال حضرت مریم سے دی ہے اور اس کے بعد فرمایا ہے کہ ہم نے اپنی روح اس میں پھونکی اور ہوتے ہوتے ایسی حالت پکڑ لی کہ خدا کے فرمانبردار بندوں کا مقام حاصل کر لیا —— اس سورۃ میں یہ مضمون بیان کیا گیا ہے کہ مومن کے اندر پہلے مریمی صفات پیدا ہوتی ہیں اور جب وہ ترقی کرتے کرتے اعلےٰ مقام تک پہنچ جاتا ہے اور اس کے اندر عیسوی صفات کا ظہور ہونے لگتا ہے تو پھر اس کو عیسیٰ کا نام دیا جاتا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی تشریح کشتی نوح میں فرمائی ہے۔

در اصل اس میں یہ پیشگوئی تھی کہ آئندہ زمانہ میں خدا کی طرف سے ایک ایسا آدمی ظاہر ہوگا جس کو پہلے مریم کا نام دیا جائے گا اور پھر ترقی کرتے کرتے اس کو عیسیٰ کا نام دیا جائے گا جو مرد کامل تھا۔

الغرض قرآن کریم میں واضح طور پر مثیل ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کے وجود میں پوری ہوئی۔ پس اس سے بڑھ کر اور صداقت کی دلیل کیا ہو سکتی ہے۔

سوال ۳:- "ستارہ ذو السنین" یہ روشنی ڈالیے کہ کیونکر حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کی دلیل ہے؟ (۷)

جواب:- ستارہ ذو السنین کا طلوع مہدی موعود کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے اور تقریباً تمام فرقہائے اسلام میں اس کو مہدی کی علامت قرار دیا ہے۔ بلکہ اہل تشیع کی کتب میں بھی اس کا ذکر پایا جاتا ہے۔ (دیکھیں غایت المقصود حصہ اوّل صلا)

اسی طرح حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نے بھی اس کو مہدی کی علامت قرار دیا ہے۔

نواب صدیق حسن خان نے اس ستارہ کا ذکر اپنی کتاب حجج الکرامہ صفحہ ۳۴۴ پر کیا ہے۔ الغرض ستارہ ذو السنین کا نکلنا مسیح موعودؑ کی صداقت کی دلیل ٹھہرایا گیا ہے۔ چنانچہ ۱۲۹۹ھ بمطابق ۱۸۸۲ء میں یہ ستارہ طلوع ہوا اور مسیح موعودؑ

کی صداقت کا نشان ٹھہرا۔

سوال نمبر ۴:۔ حضرت مسیح موعودؑ کا الہام "بِکرٌ و ثیّبٌ" (مندرجہ کتاب تریاق القلوب صفحہ ۳۴ و نیا ایڈیشن صفحہ ۳۴) جس کا ترجمہ حضورؑ نے کیا ہے "خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ" کب اور کیسے پورا ہوا۔ کیا یہ الہام اپنی دونوں شرائط کے ساتھ حضورؑ کی زندگی میں پورا ہوا؟ (")

جواب:۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام آپؑ کی زوجہ مبارکہ حضرت سیّدہ نصرت جہاں بیگمؓ کے متعلق ہے اور آپ کے مبارک وجود سے ہی یہ الہام پورا ہوا۔ اس الہام کا مطلب یہ تھا کہ یہ زوجہ مبارکہ آپؑ کے ہاں بِکر (کنواری) کی صورت میں آئیں گی اور آپؑ کی وفات کے بعد ثیّب یعنی بیوہ کی صورت میں رہ جائیں گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت سیّدہ نصرت جہاں بیگم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سنہ ۸۶ء میں حضورؑ کے عقد میں بحالت بِکر آئیں اور آپؑ کی وفات کے بعد ایک عرصہ زندہ رہ کر فوت ہوئیں۔

گو اس الہام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپؑ کے عقد میں دو عورتیں آئیں گی۔ ایک کنواری اور ایک بیوہ۔ جیسا کہ حضورؑ نے خود اس کے ترجمہ کے ضمن میں دو کا ہی ذکر فرمایا ہے۔ مگر یہ حضورؑ کا اپنا اجتہاد تھا۔ لیکن اس کے بعد کے الہام نے بتا دیا کہ مندرجہ بالا الہام ایک بیوی کے متعلق ہے اور وہ الہام یہ ہے:۔

"تکفیكَ ھٰذہِ المرأۃ"

(تذکرہ صفحہ ۸۳)

یعنی تمہارے لئے یہی عورت (جو تمہارے نکاح میں ہے) کافی ہے۔

سوال نمبر ۵:۔ کہا جاتا ہے کہ نبی اجتہادی غلطی کر سکتا ہے۔ براہِ کرم مثالیں دے کر اس کی تشریح کریں۔ (عزیز احمد ملتان)

جواب:۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی اجتہادی غلطی کر سکتا ہے اور بشریت کے تقاضا کے مطابق انبیاء سے اجتہادی غلطی ہونا نبوت کے منافی نہیں۔ اس کے ذریعہ خدا اُن کی بشریت کو ثابت کرنا چاہتا ہے۔ خود حضورؑ فرماتے ہیں کہ میں بشر ہوں اور مجھ سے بھی غلطی ہو جاتی ہے۔

حضرت نوحؑ نے اپنے بیٹے کے لئے دعا کی۔ خدا نے فرمایا انّہٗ لیس من اھلك وہ تیرا بیٹا ہی نہیں۔ حضرت نوحؑ نے اسے اپنا بیٹا قرار دیا، خدا نے اس کا انکار کیا۔

حضرت آدمؑ نے ممنوعہ درخت سے کھا لیا۔ یہ بھی اجتہادی غلطی تھی۔ حضورؐ کو دکھایا گیا کہ آپؐ کی ہجرت اس سرزمین میں ہوگی جہاں کھجوروں کے باغ ہوں گے۔ حضورؐ نے یمامہ سمجھا مگر بعد میں وہ جگہ مدینہ ثابت ہوئی۔ (بشیر احمد اختر شاہد)

خدام الاحمدیہ کے صفحات

ہاکس بے کے مقام پر

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا تفریحی ٹرپ

(مرسلہ معتمد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی)

۱۰/۷/۶۶ کو مجلس کراچی نے ایک شاندار تفریحی ٹرپ ہاکس بے کے مقام پر منایا۔
۷ بجے ہی سے احمدیہ ہال میں تفریح کے لئے جانے والوں کی آمد شروع ہو گئی تھی۔ ہاکس بے جانے کے لئے چار بسوں کا انتظام کر لیا گیا تھا۔ پونے نو بجے خدام بسوں میں سوار ہو کر مقام تفریح کی طرف روانہ ہو گئے۔

جماعت کے معززین کو بھی دعوتِ شمولیت دی گئی تھی جنہوں نے شرکت فرما کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔ ہاکس بے پہنچتے ہی سامان کو قرینہ سے لگا دیا گیا۔ ۱۱ بجے تمام لوگ ایک جگہ جمع ہو گئے۔ محترم قائد صاحب نے ضروری ہدایات دیں اور تاکید کی کہ ہمارا کھیل کود، ہمارا کھانا اور تفریح سے متعلقہ دوسرے امور تنظیم کے مطابق ہونے چاہئیں تاکہ غیروں پر ہمارے اس نمونہ کا اچھا اثر پڑے۔

۱۱½ بجے سے ایک بجے تک پروگرام کے مطابق جملہ افراد نہانے کے لئے سمندر پر قابض ہو گئے۔ کیا بچے کیا جوان کیا بوڑھے غرضیکہ ہر کوئی خوش تھا۔ ہنستے چہرے، ننھے منے بچوں کے پرمسرت مشاغل یہ وہ سب چیزیں تھیں جو اس تفریحی ٹرپ کی رونق کو دوبالا کئے دے رہی تھیں۔
سمندر کے کنارے ٹھاٹھیں مارتی لہروں کے بالمقابل خدام، انصار اور اطفال کی کبڈی نے کچھ اور ہی رنگ بھر دیا تھا۔

بچوں کی نگرانی کے لئے ۵ خدام کو مقرر کر دیا گیا تھا اور سمندر میں پانی کے اندر حدود مقرر کر دی گئی تھیں تاکہ کوئی بچہ پانی میں زیادہ دور نہ نکل جائے۔

اتنے بڑے مجمع سے یہ معلوم ہو رہا تھا کہ سمندر پر کوئی شہر آباد ہو گیا ہے۔ خوشیاں سمندر میں سمٹ آئی تھیں۔

ہر طرف فرحت آمیز سماں چھایا ہوا تھا۔

کھیل کود اور نہانے کے بعد کھانا اجتماعی کا پروگرام تھا۔ سب ہی اپنے اپنے گھروں سے کھانا لائے ہوئے تھے۔ چنانچہ جملہ دوستوں نے ایک جگہ مل بیٹھ کر کھانا تناول کیا۔

اس موقع پر مجلس کی جانب سے فروٹ تقسیم کیا گیا۔

کھانے پینے کے بعد نماز ظہر و عصر جمع کی گئیں اور نماز کے بعد معلومات عامہ اور بیت بازی کا دلچسپ پروگرام عمل میں لایا گیا۔ خدام و اطفال نے بڑے جوش و خروش سے اس میں حصہ لیا۔ مکرم چوہدری عبد المجید صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ کراچی اور مکرم مولوی محمد اجمل صاحب شاہد مربی سلسلہ نے منصفین کے فرائض سرانجام دیئے۔ بیت بازی میں اطفال نے بہت ہی ذوق و شوق سے حصہ لیا۔

اس پروگرام کے جملہ شرکاء کو چائے پیش کی گئی۔ اور چائے کے بعد ایک بار پھر سب کو سمندر میں نہانے کا موقع دیا گیا۔

نہانے کے بعد مختصر مشاعرہ زیر صدارت مکرم و محترم چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی منعقد کیا گیا۔ اس میں تین شاعروں نے حصہ لیا۔ جس سے حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔

اس کے بعد تلقین عمل کے پروگرام کے مطابق مکرم مولانا محمد اجمل صاحب شاہد نے پُر اثر تقریر فرمائی اور دوسرے لوگوں اور احمدیوں کی سیر و تفریح کا موازنہ کیا۔ نیز منظم طریق اور پورے تعاون سے اس تفریحی ٹرپ کو منانے پر حاضرین کو مبارک باد دی اور پھر یہ کامیاب ٹرپ جو دعا سے شروع ہوا تھا دعا پر ہی ختم ہوا۔

واپسی:۔ ٹرپ کے اختتام پر ۶ بجے شام بسوں کے ذریعہ تمام لوگ اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا محض فضل تھا کہ اتنے بڑے مجمع کا انتظام بخیر و خوبی سرانجام پا گیا۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ!

لاہور کی تربیتی کلاس

مجلس خدام الاحمدیہ لاہور نے اپنے مختلف حلقہ جات میں تربیتی کلاسز کے انعقاد کے بعد مورخہ ۲۰ تا ۲۱ اگست مسجد دار الذکر میں مجلس لاہور کی تربیتی کلاس کے انعقاد کا بھی انتظام کیا گیا۔ جس میں مجلس مرکزیہ کی طرف سے محترم صدر صاحب مجلس مرکزیہ کے علاوہ محترم پروفیسر رفیق احمد صاحب ثاقب مہتمم اطفال و عمومی نے بھی شرکت فرمائی۔

آخری اجلاس کی صدارت محترم صدر صاحب مرکزیہ نے فرمائی اور انعامات بھی تقسیم فرمائے۔

"کامیابی کی راہیں"

اطفال کے امتحانی نصاب کی اِن کتب کا نیا تیسرا ایڈیشن شائع ہو چکا ہے۔ اخراجات میں زیادتی کے باعث قیمتوں میں کچھ اضافہ کرنا پڑا ہے۔ حصہ اول (۲۵-۰) حصہ دوم (۵۰-۰) حصہ سوم (۷۵-۰) حصہ چہارم (۰-۱ روپیہ)۔ پورے سیٹ کی رعایتی قیمت (۵۰-۲)۔ مجالس کو یہ کتب اکٹھی منگوانے پر ۱۲ فیصد تک کمیشن مل سکے گا۔ میسرز افضل برادرز گولبازار ربوہ کو اِن کتب کی ایجنسی دی گئی ہے اس لیئے براہِ راست انہی سے خط و کتابت کریں!

(مہتمم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

Monthly **KHALID** *Rabwah*

Regd. No. L 5830 **September 1966**

خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا چوبیسواں

سالانہ اجتماع

۲۱-۲۲-۲۳ اکتوبر ۱۹۶۶ء

سالانہ اجتماع کے سلسلہ میں بعض امور معین تاریخوں تک انجام پانے ضروری ہیں - پہلے بھی ان کے بارہ میں اعلان کرائے جاچکے ہیں اب پھر یہ تاریخیں یکجائی طور پر درج کی جارہی ہیں -

۱. نمائندگان کے انتخاب کی اطلاع — ۱۰ اکتوبر ۶۶ء

۲. اجتماع میں شامل ہونے والے اطفال اور خدام کی تعداد سے متعلق اطلاع — ۱۰ اکتوبر ۶۶ء

۳. مجلس مقامی کے کل خدام و اطفال کی تعداد — ۳۰ ستمبر ۶۶ء

۴. بجٹ سال ۶۶-۶۷ء آمد جلد بھجوائیے

۵. پروگرام کے بارہ میں مشورے — ۱۵ ستمبر ۶۶ء

اجتماع کے سلسلہ میں سب سے زیادہ اہم چیز چندہ اجتماع کی وصولی اور مرکز میں ترسیل ہے وقت بہت کم رہ گیا ہے قائدین اسبارہ میں خاص کوشش کریں اور چندہ اجتماع جلد تر وصول کرکے مرکز میں بھجوائیں

منتظم اشاعت سالانہ اجتماع

ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس میں چھپا